دینی، اصلاحی و تربیتی مجلہ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ — لکھنؤ

مدرسے انسانیت کے پیامبر

"اگر عقل ہوتی سمجھ ہوتی اور انصاف ہوتا تو وہ ان مدرسوں کو سینے سے لگاتے.... ان کی تحریروں کو چومتے.... اور آنکھوں سے لگاتے.... جو کچھ ہو رہا ہے وہ ذہنی افلاس کا، ہوائے زر پرستی کا اور غلط سیاست کا نتیجہ ہے کہ یہ مدرسے آنکھوں میں کھٹکنے لگے ہیں۔ یاد رکھیں ہمارے یہاں کے حکمراں، سیاسی لیڈر، فلسفی اور مصنفین! اگر یہ مدرسے نہ رہے، انسانیت کی کوئی تعلیم دینے والا نہ رہا تو یہ ملک بچنے والا نہیں.... جو اس طرح کے ملک تھے ان کا صرف تاریخ میں نام رہ گیا ہے، وہ سمندروں میں ڈوب گئے یا زلزلوں اور وباؤں کا شکار ہو گئے۔"

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

"مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مکتبوں میں پڑھنے دو، اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا اسے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، اگر ہندوستان کے مسلمان مکتبوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح جیسے ہسپانیہ میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈر کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا، ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعہ کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سال کی حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔"

(علامہ اقبالؒ)

Rs.7/-

Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376

R.N.I.No. UP.URD./2001/6071
Office Ph.No. 787250 (Ext.) 18
Guest House- 323864

Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in

FORTNIGHTLY Vol.No2 Issue No.15

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs.7/=

Mobile:98390 95795
Phone: 0522-301658

قبا اوننگ
اودھ کی شان
اوننگ: ٹریکس ☆ کھڑکی ☆ فرش
الموینیم: کھڑکی ☆ دروازے ☆ سلائڈ ☆ فلورک
ہمارے یہاں ہر قسم کے الموینیم اور اوننگ کا کام بہت ہی کفایتی قیمت پر ہوتا ہے
ایک بار خدمت کا موقع دیں
ایم۔ اے ملک، راج ۳۰۱/ اوشال کھنڈ گومتی نگر، لکھنؤ

طلباء اور تاجران کتب کے لئے خاص رعایت
ہر قسم کے قرآن مجید مترجم وغیر مترجم، حمائلیں۔ قاعدے، پارے، پنج سورہ
عربی فارسی، درسی، طبی، عملیات کی کتابیں۔ ہائی اسکول، انٹر، ادیب، ادیب ماہر
ادیب کامل وغیرہ کی گائیڈ اور گیس پیپر بہترین اور سستی قیمت پر ہم سے طلب کریں
نوٹ: آپ اپنی پسند ضرورت کی کتابیں بذریعہ ڈاک بھی طلب کر سکتے ہیں۔
تاج بک ڈپو، اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم
گھنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد
اعلیٰ کوالٹی۔ جدید ترین فیشن کے
Shirts, Trousers Coat Suits, Embroidered, Sherwanis, Pullowerrs, Jackets, Kurta, Vastecoatsuit, Night Suits & Tles
شادی۔ تیوہار۔ پارٹی کے لئے شاندار
تشریف لائیں
men mark®
Men,s Exclusice
58, Halwasia Maket, Hazratganj, Lucknow

لیبل و کیپ پر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر
AFZALS
نورانی تیل
خریدیں
انڈین کیمیکل کمپنی۔ مئو ناتھ بھنجن (یوپی)

چشمہ ساگر
AUTO REFRCCTO METER AR-860
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)

Printed And Published by Athar Husain on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPress Tagore Marg Lucknow u.p. Editor Shamsul Haq Nadwi

چراغِ راہ

حضرت معاویہ رضؓ کا ایک خط
قیصر بادشاہ کے نام

غیض وغضب سے بھری ہوئی اور باہم جنگ وجدال میں پڑی ہوئی قوم کو جب اسلام نے سنوارا (اور وہ صحابہؓ کے مقدس لفظ سے جانے پہچانے لگے) تو ان پاک نفوس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ''خود سپردگی'' کا جو عالم تھا اسے مولانا الطاف حسین حالی نے ''مسدس حالی'' میں اس طرح بیان کیا ہے۔

رہِ حق میں تھی ڈور اور باگ ان کی ۔۔۔ فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی ۔۔۔ شریعت کے قبضے میں تھی باگ ان کی
جہاں کردیا نرم، نرما گئے وہ
جہاں کردیا گرم گرما گئے وہ

اگر انسان ہونے کے ناطے کبھی ان (صحابہ کرامؓ) کے درمیان اختلاف اُبھر آتا اور نوبت لڑائی جھگڑے کی آجاتی تو اس کا منظر بھی ''مسدس حالی'' میں موجود ہے، مولانا حالی فرماتے ہیں۔

اگر اختلاف ان میں باہم دِگر تھا ۔۔۔ تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا ۔۔۔ خلاف آشتی سے خوش آئند تر تھا
یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغِ گیتی

حالی نے جو نقشہ کھینچا ہے، اس کی متعدد مثالیں تاریخ کی کتابوں میں ملتی ہیں، مگر یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔۔۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے باہمی اختلاف سے تاریخِ اسلام کا ہر طالب علم واقف ہے۔ اُس زمانہ میں جب کہ ان دونوں کا اختلاف شباب پر تھا، روم کے بادشاہ قیصر نے ان اختلافات سے فائدہ اٹھانا چاہا اور شام کے سرحدی علاقوں پر لشکر کشی کرنے کا ارادہ کیا، حضرت معاویہؓ کو اس کی اطلاع مل گئی، آپ نے اس موقعہ پر قیصر کے نام جو خط لکھ کر روانہ فرمایا اس میں ہمارے لئے عبرت ونصیحت کے صدہا موتی چھپے ہوئے ہیں، تاریخ کی ایک کتاب سے درج ذیل اقتباس پڑھئے:-

حضرت معاویہؓ نے قیصر روم کو لکھا کہ ''مجھے اس بات کا علم ہوا ہے کہ تم سرحد پر لشکر کشی کرنا چاہتے ہو، یاد رکھو! اگر تم نے ایسا کیا تو میں اپنے ساتھی (حضرت علیؓ) سے صلح کرلوں گا اور ان کا لشکر جو تم سے لڑنے کے لئے روانہ ہوگا، اس کے ہراول دستے میں شامل ہوکر قسطنطنیہ کو تہس نہس کردوں گا'' جب یہ خط قیصر روم کے پاس پہنچا تو وہ اپنے ارادہ سے باز آگیا اور لشکر کشی سے رک گیا، کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ ہمارے مقابلے میں اب بھی ایک جسم وجان کی طرح ہیں اور ان کا اختلاف دنیا کے عام لوگوں کا سا اختلاف نہیں ہے۔

''حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق'' (از مولانا محمد تقی عثانی۔ صفحہ ۲۴۳)
(ماخوذ: اسرارِ حیات صفحہ ۲۵۰۔۲۵۱)

تعمیر حیات لکھنؤ
پندرہ روزہ
اشاعت کے ۳۹ سال

جلد نمبر ۳۹ — ۲۵/اکتوبر ۲۰۰۲ء مطابق ۱۸/شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ — شمارہ نمبر ۲۵

زیر سرپرستی:
حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

نگران خصوصی:
حضرت مولانا عبد اللہ عباس ندوی
(معتمد تعلیم، ندوۃ العلماء لکھنؤ)
پروفیسر وصی احمد صدیقی
(معتمد مال، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر عام
مولانا شمس الحق ندوی
معاون
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

رئیس التحریر
ایمن الدین شجاع الدین
معاون
محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
• مولانا نذر الحفیظ ندوی • مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
• مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

زر تعاون
سالانہ -/۱۵۰ ——— فی شمارہ -/۷
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک -/۳۵ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک ——— -/۲۰ ڈالر
• ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے بنائیں۔

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ
Tameer-e-Hayaat
Post Box No. 93, Nadwatul Ulama Lucknow-226007
فون (دفتر) 787250 (ext) 18 مہمان خانہ (0522) 323864
Website : www.nadwatululama.org
e-mail : Nadwa@sancharnet.in

مضامین ومندرجات سے متعلق سارے امور میں رئیس التحریر سے خط وکتابت کی جائے اور انتظامی امور میں مدیر عام سے رجوع کریں۔

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسیٹ پرنٹنگ پریس، ٹیگور مارگ، لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

رئیس التحریر کی میز سے : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۴
اداریہ : رمضان کا خیر مقدم ۵
قندِ مکرر : تعمیر حیات۔ ۳۹ سال پہلے ۶
خصوصی مضمون : ''مدارس کو درپیش مسائل اور ان کا حل'' گفتگو پر مبنی صدر پرسنل لاء بورڈ کے خیالات.. ۷
تعلیم القرآن : تقویٰ کیا ہے؟ ۱۲
تعلیم الحدیث : روزہ کا مقصد۔ حصول تقویٰ ۱۳
فقہ وفتاویٰ : سوال وجواب ۱۴
سخن دلنواز : مسلمانوں پر ایک نظر اور قلب پر تمیں اثر.. ۱۵
حمد ومناجات : اے مالک جگ کے رکھوالے ۱۷
عقیدت کے پھول : آپ پر لاکھوں سلام ۱۸
پیام سیرت خیر الانامؐ : الجھے سلجھے ''اسی'' گیسو کے گرفتار رہو ۱۹
اصلاح معاشرہ : دشمن کب غالب آتا ہے؟ ۲۲
جو بیچتے تھے دوائے دل : قلب وروح کا مرہم ۲۵
تعلیم وتربیت : میری بے زبان استانیاں ۲۷
متفرقات : مدرسہ فلاح المسلمین امین نگر تیندوا اور جامعہ امہات المومنین للبنات ۲۹
: عالمی خبریں ۳۰

دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ اس شمارہ کے ساتھ آپ کا زر تعاون ختم ہوچکا ہے، ازراہ کرم سالانہ زر تعاون ۱۵۰ روپے ارسال فرما کر ممنون کریں۔

رئیس التحریر کی میز سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناظرینِ کرام!

پچھلے شمارہ سے متعلق ہمارے قارئین کے جو حوصلہ افزا تاثرات سامنے آئے اس کے لئے ہم ان کے مشکور ہیں، وہ شمارہ کی داد دینے سے پہلے اس مصرعہ کی داد دیں کہ ع

گلہائے رنگارنگ سے ہے زینتِ چمن

(جو محض ایک مصرعہ نہیں، بلکہ زندگی میں زندہ دلی اور فراخ دلی قائم رکھنے کا ایک عملی اصول بھی ہے)۔ اور حضرت مفکرِ اسلامؒ کے اس قولِ جمیل کی تحسین کریں کہ دین کے کاموں میں جمال اور سلیقہ جمال وسلیقہ کا بجا اور برمحل استعمال ہے۔۔۔۔ ہم اپنے ان قارئین سے زیادہ ان مخلصین کے شکر گزار ہیں جنھوں نے ہمیں اپنی کوتاہیوں سے آگہی بخشی اس لئے کہ تنقید ہی کی بدولت انسان کا سفر "خوب سے خوب تر" کی طرف جاری رہ پاتا ہے۔۔۔۔ لیکن سب سے پہلے ہم سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں اپنے اس پاک پروردگار کے حضور۔۔۔۔ کہ جو کچھ ہوا اسی کے کرم سے ہوا اور آئندہ بھی جو کچھ بن پڑے گا، اسی کی توفیق سے ہوگا۔ ساری تعریفیں اور حمد وثنا تو بس اسی ذات بے ہمتا کو زیبا ہے!!۔۔۔۔ شمارہ کو دیکھ کر راقم کے ایک مخلص اور دردمند (اور دردمند تو دل جلا ہوتا ہی ہے) رفیق نے کہا کہ ملت کی کشتی گرداب میں ہے، "کاغذ کی اس ناؤ" سے کیا بنے گا؟ ان کے جواب میں کچھ اور بھی عرض کیا جا سکتا تھا لیکن دفعتاً ذہن میں حضور ﷺ کا وہ ارشاد بجلی کی طرح کوندا، جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ ایک طرف اگر تمھارے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو لیکن دوسری طرف آثار بتا رہے ہوں کہ بس قیامت برپا ہونے ہی والی ہے، تب بھی تم کھجور کے اس پودے کو لگانے سے گریز نہ کرو، اس لئے کہ تمھارا کام کوشش کرنا ہے اور انجام تو اللہ کے ہاتھ ہے!!۔۔۔۔ چنانچہ ہم لوگوں سے سوال اپنی سی کوششوں کے کرنے یا نہ کرنے سے متعلق ہوگا، نہ کہ انجام سے متعلق۔۔۔۔۔ راقم عاجز اپنے دفتر کے قریب کھڑا تھا، ایک بزرگ نے کہا کہ آپ اپنی نشست (Seat) پر بیٹھیں تو 'عہدہ' کی مبارکباد دوں۔۔ میں نے عرض کیا کہ اس عاجز کی ڈکشنری میں 'عہدہ' کا مفہوم 'اعزاز' نہیں بلکہ 'ذمہ داری' ہے۔ اور ذمہ داری کا احساس بیٹھے ہوئے کو کھڑا کر دیتا ہے اور سوتے ہوئے کو جگا دیتا ہے، پھر میں نے انھیں ایک لطیفہ سنایا کہ ہمارے ایک بزرگ صحافی نے جنگ آزادی کے زمانے میں اکثریتی فرقہ کے لیڈروں کے ساتھ ساتھ ایک ملی قائد سے بھی انٹرویو کا وقت مانگا۔ اول الذکر لیڈروں نے دن کا وقت دیا لیکن موخر الذکر قائد نے رات ۲ بجے کا۔۔ ملاقات پر مذکورہ صحافی نے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے برجستہ کہا کہ ان لیڈروں کی قوم جاگ رہی ہے، اس لئے ان کے سوتے رہنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن میری قوم سو رہی ہے، اس لئے میں جاگ رہا ہوں۔۔۔۔ مذکورہ ملی رہنما ایک قد آور لیڈر تھے۔ اور اس سطح کی بات کرنا ان کو زیبا بھی تھا۔۔۔ یہ عاجز اپنے متعلق ہرگز ہرگز کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں بس 'کھڑے رہنے اور جاگتے رہنے' کا جو فرق قائدین اور راقم آثم میں ہے، اس کی مثال یوں ہے کہ ان کا جاگنا 'قائدین' کا جاگنا ہے اور راقم السطور کا جاگنا ایک 'چوکیدار' کا جاگتے رہنا ہے!!۔۔۔۔ یاد آیا، چند ہفتوں پہلے صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اعزاز میں زندہ دلانِ رائے بریلی نے ایک استقبالیہ رکھا تھا اس میں شرکت ہوئی اور جلسہ کے اختتام پر تکیہ رائے بریلی جانا ہوا، رات دیر ہو چکی تھی، برادرم نیاز ندوی (جن کا میں نیاز مند ہوں اور اس لحاظ سے احسان مند بھی کہ انھوں) نے میری چارپائی تکیہ کے مہمان خانہ کے بالائی حصہ کے برآمدے میں لگائی تاکہ موسم گرما میں کھلی اور فرحت بخش ہواؤں کے جھونکوں سے لطف اندوز ہو سکوں۔ راقم لیٹ تو گیا مگر تکیہ مہمان خانہ میرے لئے 'سوئے رہنے' کی جگہ کیوں کر ہو سکتی تھی، کہ اس جگہ کو نسبت مفکرِ اسلامؒ کی اس شخصیت سے ہے جو شب بیدار بھی تھی، بیدار مغز بھی، اور بیداری کی نقیب بھی!! میں یادوں میں کھو گیا، مفکرِ اسلامؒ کی دین کے لئے اور انسانیت کے لئے بے چینی و بے کلی کی یادوں میں۔۔۔۔ تھوڑی ہی دیر بعد اندھیری رات کے سناٹے کو چیرتی ہوئی ایک ٹولی کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ "جاگتے رہنا" کی آواز نے۔۔ معلوم ہوا کہ ایک سرپھرا ٹولہ اس علاقہ میں سرگرم ہے اور بے گناہ لوگوں کو قتل کرنا اس کا کام ہے۔ اس لئے دیہاتیوں کی یہ بے بس ٹولی رات بھر "جاگتے رہنا" کی صدا لگاتی رہے گی۔۔ مجھے محسوس ہوا کہ راقم عاجز جیسے معمولی سپاہیوں کے لئے بھی آخری درجہ کا جو کام ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اندھیروں میں قندیل جلائے "جاگتے رہنا" کی صدا لگاتے رہیں!! تعمیر حیات کا مشن بھی "جاگو اور جگاؤ" کا مشن ہے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ اس کے صفحات میں اپنے اسلاف کی اس 'فکر' اور 'فکر مندی' کو سمویا جائے، جس کی تاریخ ملت کو بروقت خبردار کرنے کی تاریخ ہے اور جس کی ایک روشن نظیر تحریک ندوۃ العلماء ہے۔

والسلام

آپ کا

امین الدین شجاع الدین

ندوہ۔ ۲۰؍اکتوبر ۲۰۰۲ء مطابق ۱۴؍شعبان ۲۳ھ

اداریہ

ع۔ع۔ن

رمضان کا خیر مقدم

شعبان کا مہینہ رمضان کا پیامی ہے، بوند بوند کو ترسی ہوئی زمین موسلا دھار بارش سے سیراب ہونے والی ہے، ہوائیں چلنے لگی ہیں، درختوں کے پتے جھوم رہے ہیں، خوش قسمت ہیں آپ کہ زندگی نے پھر ایک بار موسم بہار دکھا دیا، مسرت سے مسرت کی خبر زیادہ دل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو اپنے معجزانہ انداز میں بیان کیا ہے، پوری زندگی کی حقیقت اور آخرت کی نعمتوں کو ایک جھلک میں دکھا دیتا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا﴾

(الاعراف ۵۸۔۵۷)

"اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اپنے بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں، یہاں تک کہ وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لیجاتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں، پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں، یوں ہی ہم مُردوں کو نکال کر کھڑا کر دیں گے تاکہ تم سمجھو، اور جو سرزمین ستھری ہوتی ہے اس کی پیداوار خدا کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اس کی پیداوار اگر نکلتی ہے تو بہت کم نکلتی ہے۔"

قرآن کی کوئی بات شاعرانہ اور تخیلاتی قسم کی نہیں ہے اس کی ہر بات میں ایک عبرت کا سامان ہے، وہ سوچنے کا رخ متعین کر دیتا ہے، اب ان آیات میں ملاحظہ فرمائیے، مسرت کے حاصل ہونے سے پہلے مسرت حاصل ہونے کی توقع میں جو دل ودماغ پر ایک مستی سی چھا جاتی ہے اس کی تصویر کشی آسان نہیں ہے، عرفی کا یہ مشہور شعر

شب امید بہ از روز عید می گزرد
کہ آشنا بہ تمنائے آشنا خفتست

('امید کی رات' عید کے دن سے زیادہ خوشگوار ہے، جس میں ایک آشنا اپنے آشنا کی (امید میں) سو رہا ہے)

انسانی کلام میں وہ وسعت اور مقصدیت کہاں جو کلام الٰہی میں ہو سکتی ہے!۔۔۔ خشک زمین کو مردہ بستی سے تشبیہ دینا اور زندگی کی لہر دوڑانے کی واقعی صورتِ حال انسانی کلام کو کہاں حاصل! آیت کو دیکھیں تو اشارہ ملتا ہے کہ رمضان کا پورا مہینہ عبادت کا گزرا تو فوراً ہی حج وعمرہ کا مہینہ شروع ہو گیا۔ ۳۰؍شعبان سے ۱۰؍ذی الحجہ تک مستقل انعام واکرام کا موسم شروع ہو جاتا ہے، اس میں رمضان کی طاق راتیں اور ذی الحجہ کے طاق دن قبولیت وعنایات کا زمانہ خاص ہے۔

کتنا مبارک ہے یہ زمانہ، یہ ہفتہ، یہ مہینہ! اس میں روح کی تشنگی بجھانے کا اس سے بہتر زمانہ کہاں نصیب ہوگا! اہل اللہ کے یہاں رمضان کا اہتمام دیکھئے ابھی تو چھوٹے چھوٹے دن گزر رہے ہیں، وہ حضرات جنھوں نے ۱۶؍گھنٹوں کے دن گزارے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی نعمت بیش بہا سمجھا، چنے کے چند دانے کھا کر روزہ رکھنے والوں سے پوچھئے۔۔۔ وہ بڑے بڑے شاہی دسترخوانوں پر ان دانوں کو فوقیت دیتے ہیں۔ یوں رزق سب اللہ کا ہے، توہین کسی عمدہ غذا کی ہے اور نہ غریبانہ دانوں کی۔ مگر جس انعام کے ساتھ یہ مژدہ بھی ہے۔۔۔ **الصوم لی و انا اجزی بہ** "یہ خاص میرے لئے ہے اور خاص طور پر میں خود ایسے بندے کو انعام دوں گا" اس کی قدر وقیمت جاننے والے وہی تھے۔۔۔ اور وہی ہوں گے جن کو حق تعالیٰ کے انعامات پر یقین ہے!!

قندِ مکرر
تعمیر حیات کا ایک ورق
۳۹ ربرس پہلے

ندوۃ العلماء تحریک کا ایک اہم پہلو

رفع نزاع باہمی

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ مسلمان جن کی قوتِ احساس ابھی مُردہ نہیں ہوئی ہے وہ اس وقت بڑے کرب و بے چینی کی زندگی گزار رہے ہیں، ان کی نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ سیاسی حالات نے مسلمانوں کے دلوں میں ڈر، مایوسی اور احساس کمتری پیدا کردیا ہے، اقتصادی کمزوریوں نے اخلاقی زوال کا سامان مہیا کردیا ہے، غیر اسلامی تہذیب نے ان کی معاشرت پر شب خوں مارا ہے، عقائد واعمال کے رہزنوں نے جی بھر کر قزاقی کی ہے۔

ان حالات کا طبعی تقاضہ یہ ہے کہ دین کی نصرت وحمایت کے لئے ہم جو کچھ بھی کرسکتے ہوں اس میں غفلت نہ کریں، مدارسِ اسلامیہ میں درس وتدریس کے کمرے ہوں یا خانقاہوں میں ذکر وشغل کے حُجرے، تصنیف وتالیف کے ادارے ہوں یا سیاسی واقتصادی مجلسیں، ہر موقع پر ہمارے اندر دین کی جانب سے مدافعت اور دینی زندگی پیدا کرنے کا جذبہ کارفرما ہونا چاہئے۔

لیکن ظاہر ہے کہ یہ دور خیر القرون یا اس کے بعد کا دور نہیں ہے بلکہ فتنہ کا دَور ہے، حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ آخر زمانہ میں خود پسندی پیدا ہوجائے گی، ہر شخص کو اپنی ہی رائے بھلی معلوم ہوگی۔ یہ زمانہ اسی ارشادِ نبویؐ کے مصداق معلوم ہوتا ہے۔

اِس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ دین کے متعلق جو کچھ ہم نے سمجھا ہے، اس کے تحفظ اور توسیع واشاعت کا جو نقشہ ہم نے مرتب کیا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ ہر شخص وہی سمجھے اور اسی نقشہ پر کاربند ہو، یہ جذبہ جب حدود سے تجاوز کرتا ہے تو ہم دین کے دوسرے خادموں کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کے طریق کار پر طعن اور اعتراض کرتے ہیں اور ان کی خدمات کا انکار یا تحقیر کرتے ہیں، غور کرنے کی بات ہے کہ یہ معاملہ کس قدر دردناک ہے؟ مناسب تو یہ تھا کہ دین کے سب خدمت گزار ایک دوسرے کے دست وبازو بنتے، ایک سے دوسرے کی ہمت افزائی ہوتی، اپنے اپنے طرز پر کام کرنے کے باوجود ہم آپس میں شیر وشکر ہوتے! مگر یہاں صورتِ حال بالکل دوسری ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود پسندی کے بُت نے ہمارے ''طرزِ فکر'' اور ہمارے ''طریقِ کار'' کو ہماری نگاہ میں خود مقصود اور مطلوب بنادیا ہے اور ہم یہ بھول گئے کہ اصل چیز تو رضائے حق ہے اور رضائے حق کے لئے وہ تمام راستے کھلے ہوئے ہیں جو خلاف شریعت نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہر مسلمان کی زندگی کا حقیقی مقصود ہے اور اس کے حاصل کرنے کے لئے وہ تمام ذرائع حق ہیں جو شریعت کے حدود کے اندر ہوں جو شخص بھی ان راستوں سے خدا کی مرضی حاصل کرے گا، وہ انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔

(مولانا محمد اویس نگرامی ندویؒ)
''ماخوذ از: تعمیر حیات ۸ر شعبان ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۳ء''

بیرون ممالک میں ہمارے نمائندے

جناب طارق حسن عسکری
P.O. Box No. 3040,
Madina Munawwara, (K.S.A.)

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی
Oxford Center for Islamic Studies,
George Street, Oxford Ox1 2AR

جناب محمد یحییٰ ھلکو ندوی
P.O. Box. No. 388, Vereninging (S. Africa)

قاری عبدالحمید ندوی
P.O. Box. No. 12525, Dubai (U.A.E.)

جناب محمد خالد ندوی
P.O. Box. No. 51625, Dubai (U.A.E.)

ڈاکٹر آفتاب عالم ندوی
P.O. Box. No. 1513, Doha, Qatar

ڈاکٹر اے ایم صدیقی
98-Conklin Ave. Woodmere,
New York 11598 (U.S.A.)

شرائط ایجنسی

۱- پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲- فی کاپی پندرہ روپے کے حساب سے زر ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳- کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱- فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ چالیس روپے۔
۲- فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ پچاس روپے۔
۳- کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا۔
۴- اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔
۵- انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر اسی روپے۔

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں، اگر جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں۔
مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (منیجر)

روبرو

مدارس کو درپیش مسائل اور ان کا حل

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ''ناظم ندوۃ العلماء وصدر مسلم پرسنل لاء بورڈ'' کے افکار وخیالات

مدارس عربیہ کی خدمات کی ایک روشن تاریخ ہے اور اس تاریخ کی کئی جہتیں ہیں، مدارس کی دینی ودعوتی، اور تعلیمی وتربیتی نوعیت کی خدمات سے سبھی واقف ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ زندگی کے دیگر گوشوں کو بھی مدارس کے تربیت یافتہ علماء نے جب اپنا میدان عمل بنایا تو وہ ان مختلف گذرگاہوں میں قندیلیں روشن کرتے چلے گئے، علم وادب، صحافت وسیاست، تصنیف وتالیف حتیٰ کہ قوموں کی قیادت وسیادت کی تاریخ کا تذکرہ علمائے کرام کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا۔۔۔۔ لیکن افسوس کہ ادھر چند برسوں سے مدارس اسلامیہ پر بے بنیاد الزامات عائد کئے جانے اور انہیں کٹہرے میں کھڑا کرنے کی ناکام کوششوں کا سلسلہ چل پڑا ہے۔۔۔۔ البتہ یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ مدارس کے خلاف مہم جوئی کے پس پشت بڑی گہری سازش ہے چنانچہ ضروری ہے کہ ملت بروقت ہوشیار وخبردار ہوجائے۔۔۔

اس مہم کے پس پشت کون سے عوامل ومحرکات اور مضمرات ہوسکتے ہیں اور ان کے تدارک کے لئے ہمیں کون سی حکمت عملی وضع کرنی چاہئے؟ اس کے علاوہ مدارس ہی سے متعلق وقتاً فوقتاً اٹھائے جانے والے دیگر سوالات کے جوابات کے لئے ملاحظہ فرمائیں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء وصدر مسلم پرسنل لاء بورڈ کے درج ذیل افکار وآراء۔۔۔۔ جو انشاء اللہ چشم کشا بھی ثابت ہوں گے اور ان خیالات کے ذریعہ حالات کا سامنا کرنے کی خاطر حکمت عملی وضع کرنے کے لئے رہنما خطوط کے متعین کرنے میں مدد بھی ملے گی۔ (مرتب)

سوال: آپ کے نزدیک مدارس کے خلاف سازشوں اور الزامات کے پس پشت کون سے عوامل ومحرکات۔ اور مقاصد ہوسکتے ہیں؟ عالمی طاقتیں مدارس کو آخر اپنے لئے کیوں خطرہ سمجھ رہی ہیں؟ مدارس کے خلاف مہم کو کیا ہماری مذہبی وتہذیبی قدروں کے خلاف ایک منصوبہ بند اور دُوررس نتائج کی حامل مہم قرار دیا جاسکتا ہے؟

جواب: ان دنوں مدارس کو جو صورت حال درپیش ہے، ان کی وجوہات تلاش کرنے اور ان کے محرکات وعوامل کو سمجھنے کے لئے ہمیں تاریخ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

یورپین ممالک اور ان کے سامنے کی مسلمان حکومتوں کے درمیان جنگوں کا ایک سلسلہ چلتا رہا تھا جو صلیبی جنگوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، مسلمانوں کی طرف سے ترکی کی عثمانی حکومت کو یورپ کی جنگجو قوموں سے مقابلہ کرنا ہوتا تھا جس میں برابر ترکی کو بالادستی حاصل رہی تھی اور یورپین طاقتوں کو برابر شکست ہوتی رہی جس نے یورپ کی قوموں کے دلوں اور ذہنوں میں مسلمانوں کو اپنا حریف سمجھنے کا نہ ختم ہونے والا احساس پیدا کردیا

چنانچہ جب ترکی اور دیگر ممالک اسلامیہ سیاسی اور علمی لحاظ سے کمزور ہوئے اور تمدن وحکمرانی میں یورپ کو ترقی وعروج حاصل ہوا تو یورپ نے مسلمان مشرقی ممالک پر یکے بعد دیگرے قبضہ جمایا اور علمی وتمدنی لحاظ سے ان ممالک کو اپنی بالادستی میں لے لیا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ جب کسی قوم کی کسی ملک پر حکومت قائم ہوتی ہے تو صرف اقتدار ہی نہیں آتا بلکہ اقتدار کے ساتھ ساتھ اس قوم کی تہذیب اور اس کی مخصوص فکر بھی آتی ہے۔

چنانچہ یورپ کا جہاں جہاں قبضہ ہوا، وہاں وہاں ان ارباب اقتدار نے اپنے مخصوص سانچے میں ڈھلا ہوا نظام تعلیم بھی رائج کیا، ان کے اس نظام تعلیم کی روح اسلام دشمنی پر مبنی تھی، نتیجہ میں مسلمانوں کی نئی نسلیں اسلام کی عظمت کو اور انسانیت نوازی اور تعلیمات کی خوبی کو شک کی نظر سے دیکھنے لگی اور اس طریقے سے ان میں احساس کمتری پیدا ہوا کہ اسلام وقت کا ساتھ نہیں دے سکتا اور عصری تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت اس میں نہیں ہے۔۔۔ اس طرح یورپین ممالک نے اپنے نظام تعلیم کی راہ سے نئی نسلوں کے دل ودماغ کو اسلام سے برگشتہ کرکے یہ سمجھا کہ اس حربے سے ہم نے اپنے حریف کو کمزور وبے دست وپا کردیا ہے۔ نظام تعلیم کے علاوہ

> اس طرح یورپین ممالک نے اپنے نظام تعلیم کی راہ سے نئی نسلوں کے دل ودماغ کو اسلام سے برگشتہ کرکے یہ سمجھا کہ اس حربے سے ہم نے اپنے حریف کو کمزور وبے دست وپا کردیا ہے۔

انہوں نے لٹریچر اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلام کے خلاف ذہن سازی کا کام کیا، یورپین مستشرقین نے مسلم دشمنی اور اسلام دشمنی کے

رجحانات اپنی تصانیف میں شامل کر دیئے۔۔۔ علاوہ ازیں، صلیبی جنگوں کے پس پشت جو ذہنیت کارفرما رہی تھی وہ یورپین اہل علم کے ایک

> ہندوستانی حکومت کو یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ ہندوستان کے مدارس کسی منفی راہ پر نہ چل پڑیں
>
> حالانکہ ہندوستان کے مدارس نے اپنے ہم وطنوں کے شانہ بشانہ سامراجی طاقت کو ہندوستان سے نکالنے میں بڑا کارنامہ انجام دیا تھا

خاص طبقہ میں برابر قائم رہی۔ ظاہر بات ہے کہ اسلامی مفکرین کے لئے یہ صورت حال سخت فکر مندی اور توجہ کا باعث تھی اور ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ وہ اس معاندانہ تہذیبی وفکری یلغار کو روکیں اور اسلام کے پیغام ابدی کو دنیا کے سامنے لائیں۔ اس کے نتیجہ میں الحمد للہ ایسا لٹریچر متعدد اسلامی مفکرین کے قلم سے سامنے آیا جس نے اسلام سے برگشتہ نسل میں اسلامی احساس اور بیداری پیدا کی، ان میں عزت نفس کا شعور بیدار ہوا، عظمت رفتہ کی بازیافت کا جذبہ پیدا ہوا، دوسری طرف اسلامی تعلیمات سے نئی نسلوں کو بہرہ ور کرنے کا کام ان عوامی سطح کے مدارس کے ذریعہ انجام دیا گیا جنہوں نے علوم اسلامیہ کی تعلیم کے ذریعہ اسلامی شریعت وتعلیمات کے ماہر تیار کئے ان کی تعداد اگرچہ ضرورت سے کم رہی لیکن اپنی قلیل تعداد کے باوجود انھوں نے مسلمانوں میں اسلام کی وابستگی کو قائم رکھا اور ایسے علماء بھی پیدا کئے جو اسلام کی عظمتِ رفتہ کو واپس لانے اور اسلام دشمنوں پر پڑا ہوا نقاب الٹنے کا کام کرتے رہے۔

ان دونوں پہلوؤں سے کی گئی کوششوں سے اسلامی عظمت کے واپس آنے کی توقعات محسوس کی جانے لگیں اور ۲۱ویں صدی کے ختم ہوتے ہوتے یہ احساس ہونے لگا بلکہ کہا جانے لگا کہ آنے والی ۲۱ویں صدی انشاء اللہ اسلام کی صدی ہوگی۔۔۔ مفکرین اسلامی کے اس اظہار خیال کو بھی یورپ نے فکرمندی سے لیا اور اسے یہ احساس ہوا کہ اس صورت میں تو اسلام اور مسلمان دوبارہ طاقت حاصل کر کے یورپ کے تمدن و بالادستی کے لئے چیلنج بن سکتے ہیں چنانچہ جہاں جہاں مسلمانوں میں جوش اور غیرت اسلامی کا اظہار ہوا وہاں ان کو سختی سے کچلا گیا اس کی مثال بوسنیا اور چیچنیا میں کئے والے ظلم میں ملتی ہے۔

ان ملکوں میں مسلمانوں پر جو ظلم وستم

> ہمارے دین کی بقاء مدارس سے وابستہ ہے اور اگر خدانخواستہ مدارس پر حرف آیا تو ظاہری اسباب کی اس دنیا میں ایک نسل کے بعد دین کی بقاء کی ضمانت نہیں دی جا سکتی،

کئے گئے، اس سے مسلمانوں میں غم وغصہ پیدا ہوا، ان میں اپنے ہم مذہب بھائیوں کی مظلومیت و بے چارگی کا احساس جاگنا ایک فطری امر تھا، ان کی غیرت بیدار ہوئی۔ اس بیداری کو دیکھتے ہوئے اسے غیر مؤثر بنانے کی خاطر یورپ نے منصوبہ بندی کی، پلاننگ (Planning) کی اور یورپ کا اپنا تجزیہ اور احساس یہ رہا کہ مسلمانوں کے اس احساس بیداری کے ذمہ دار مدارس ہیں، نشأۃ ثانیہ کی ان کوششوں کا سرا مدارس سے جا ملتا ہے اور احیائی ذہن سازی میں مدارس کا کلیدی اور بنیادی کردار ہے۔

اس لئے مدارس ان کی نگاہوں میں بری طرح کھٹکنے لگے وہ مدارس اسلامیہ کو اپنی راہ کا روڑا سمجھنے لگے لیکن چونکہ آئینی ودستوری لحاظ سے مدارس کو ختم کر دینا ممکن نہیں ہو سکتا اس لئے انہوں نے مدارس کے خلاف منفی ذہن بنانے کی منصوبہ بند کوششیں شروع کر دیں، مدارس پر بے بنیاد الزام تراشیاں شروع کی گئیں، بغیر کوئی ثبوت فراہم کئے انہیں دہشت گردی کے مراکز کہا گیا اور ایسے پروپیگنڈے کئے گئے جس سے مدارس اور دین پسند حلقوں کی شبیہ بگڑ جائے اور ان سے نفرت عام ہو جائے۔

اس موضوع پر بات کرتے وقت یہ بات بھی ہمارے پیش نظر رہنی چاہیئے کہ کچھ پاکستانی مدارس سے فیض یافتہ نوجوانوں کی طرف سے اسلام دشمن طاقتوں سے نبرد آزما ہونے کا جو جذبہ ظاہر ہوا اس کو مدارس دشمنی کی دلیل بنایا گیا حالانکہ اس کے پس پشت بھی امریکہ ہی تھا، طالبان کو امریکہ نے اپنے مقاصد کی برآوری کے لئے خصوصی مدد دی تھی اور ان کے جوش اور جذبہ کے ذریعہ اپنے حریف روس کی طاقت کو توڑا تھا، یہ حقائق سب پر واشگاف ہیں، البتہ فلسطین میں اسرائیل نوازی اور افغانستان میں اسلام پسند طاقتوں کے ساتھ ظلم وزیادتی سے عام مسلمانوں میں

> ہم کو قوی امید ہے کہ ان مدارس کو ختم نہیں کیا جا سکے گا اللہ تعالی ان کی حفاظت کرے گا بشرطیکہ ان مدارس کے لوگ اپنے پیغام حق کے لئے مخلصانہ کام کرتے رہیں، اخلاق و صالح سیرت کو اپنائے رہیں اور حکمت و دور اندیشی کے ساتھ کام کرتے رہیں،

امریکہ کے مظالم کے خلاف غم وغصہ پیدا ہوا۔

ہندوستانی حکومت کو یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ ہندوستان کے مدارس **کسی منفی** راہ پر نہ چل

پٹیلہ حالانکہ ہندوستان کے مدارس نے اپنے ہم وطنوں کے شانہ بشانہ سامراجی طاقت کو ہندوستان سے نکالنے میں

> جب کہ جہاد کے لفظ میں اپنے نفس کو بداراودں سے باز رکھنے اور انسانیت کو غلط راہ پر لے جانے والوں کو ان کے اس عمل سے روکنے اور حق کے لئے کوشش کرنے کے معنی شامل ہیں،

بڑا کارنامہ انجام دیا تھا اور پوری قربانی دی تھی وہ اپنے ملک کے ہم وطن غیر مسلموں کی طرح برابر خیر خواہ رہے اور مدارس کی نصابی کتابوں میں، ان کے نظام تعلیم میں کوئی بات ملک ووطن کی بدخواہی کی نہیں پائی جاتی۔ اس کو حکومت کے تحقیقاتی اداروں نے بھی تحقیق کر کے معلوم کر لیا ہے لیکن محض اس ڈر سے کہ مدارس اسلام کی برتری کے لئے کوئی بڑا کام انجام نہ دیں، ان پر بلا دلیل الزامات لگائے جاتے رہے، جب کہ یہ خام خیالی ہے اور بے بنیاد بات ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ مدارس کے تعلق سے اپنی بے بنیاد غلط فہمیوں کو دور کر لے۔

رہا آپ کے سوال کے اس حصہ کا جواب۔ کہ کیا مدارس مخالف مہم ہماری مذہبی وتہذیبی قدروں کے خلاف ایک منصوبہ بند اور دُور رس نتائج کی حامل ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ہمارے دین کی بقاء مدارس سے وابستہ ہے اور اگر خدانخواستہ مدارس پر حرف آیا تو ظاہری اسباب کی اس دنیا میں ایک نسل کے بعد دین کی بقاء کی ضمانت نہیں دی جا سکتی، لیکن یہ دین قیامت تک کے لئے ہے اور باقی رہنے کے لئے ہے اور اللہ تعالی مدارس کے ذریعہ دین کے تحفظ وبقاء کا کام لے رہا ہے۔ تو ہم کو قوی امید ہے کہ ان مدارس کو ختم نہیں کیا جا سکے گا اللہ تعالی ان کی حفاظت کرے گا بشرطیکہ ان مدارس کے لوگ اپنے پیغام حق کے لئے مخلصانہ کام کرتے رہیں، اخلاق وصالح سیرت کو اپنائے رہیں اور حکمت ودور اندیشی کے ساتھ کام کرتے رہیں،

سوال: کیا مدارس پر الزامات کے پس پشت غلط فہمیوں کو بھی دخل ہو سکتا ہے؟

جواب: اس میں پروپیگنڈہ کو دخل ہے مثلاً جہاد ہی کی اصطلاح کو لیجئے جہاد کے لغوی معنی ہیں اچھے مقاصد کے لئے جدوجہد اور کوشش کرنا، لیکن افسوس کہ ان دنوں جہاد کو صرف اپنے دشمنوں کو مارنے اور قتل کرنے کے مفہوم میں قرار دے کر اس کو غیر انسانی کام قرار دیا جا رہا ہے جب کہ جہاد کے لفظ میں اپنے نفس کو بداراودں سے

> نیز یہ کہ مدارس کے ذریعہ تعلیم وتربیت خود حکومت کی طرف سے اس تعلیم کا نظم کرنے کی ذمہ داری میں شرکت ہے اس طرح ملک کی کتنی بڑی تعلیمی وتربیتی ضرورت کو یہ مدارس پورا کر رہے ہیں۔

باز رکھنے اور انسانیت کو غلط راہ پر لے جانے والوں کو ان کے اس عمل سے روکنے اور حق کے لئے کوشش کرنے کے معنی شامل ہیں، جہاد در اصل اچھے مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے کا نام ہے البتہ جب ایسی صورت حال پیش آجائے کہ دوسری طرف سے تصادم کی نوبت ہو، یا ظالم کا سامنا ہو، کہ اس کے لئے طاقت استعمال کرنا ہی حل ہو تو اس کو اختیار کرنا بھی جہاد ہے۔ لیکن بنیادی طور سے اس حقیقت کو سمجھنا چاہیئے کہ اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے، وہ اگر طاقت کے استعمال کے ساتھ جہاد کرتا ہے تو بھی اس کا مقصد، انسانیت کی خاطر اور امن وسلامتی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اسلام امن کا داعی اور پیامبر ہے، اس نے دعوت الی اللہ کا جو اصول بیان کیا ہے اسے ہی دیکھ لیجئے فرمایا گیا ہے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔

(ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ حکمت اور آسانی کے ساتھ اور ان سے بحث ومباحثہ کرو اچھے طریقے کے ساتھ)

ہاں اگر کوئی شخص جہاد کے لفظ کو ظلم وزیادتی کے لئے استعمال کرتا ہے تو یہ اس کا غلط فعل ہے اس سے اس لفظ کو بدنام نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: ان غلط فہمیوں کے تدارک کی تدابیر کیا ہو سکتی ہیں؟

جواب: پروپیگنڈہ کے لئے جن ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا جا رہا ہے، ہم بھی ان ذرائع ابلاغ کو مثبت وتعمیری مقاصد کے لئے استعمال کرنے پر توجہ دیں، بلکہ وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ بڑے پیمانہ پر ہم ذرائع ابلاغ (Media) سے کام لیں اور اپنی کوششوں کو مفید وکارگر بنانے کی تدابیر کریں۔

سوال: الزامات کے نرغہ میں مدارس کو کون سی حکمت عملی وضع کرنی چاہیئے؟

جواب: اس سلسلہ کی حکمت عملی کے کئی پہلو ہو سکتے ہیں مثلاً:

☆ مدارس کی افادیت اور خیر خواہانہ مزاج و

> ایسی کوشش کہ جس کے ذریعہ مدارس کے نصاب میں عصری مضامین کی مقدار اتنی کر دی جائے کہ دینی وشرعی مضامین کی مقدار کو نقصان پہنچے تو ظاہر ہے کہ اس کے ذریعہ مدارس سے ان کی اصل روح نکل جائے گی۔

مقصد سے غیروں کو واقف کرانا چاہیئے۔ بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو مدارس کی حقیقت سے سرے سے واقف ہی نہیں خصوصاً ان حالات میں

جب کہ منفی پروپیگنڈہ ہو رہا ہو، اس سلسلہ میں اس پر توجہ دینے کی ہماری ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔

☆ دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہم اپنے عقائد اور اُن اخلاقی تعلیمات سے بھی برادران وطن کو واقف

> ان حالات میں تو ہم کہیں گے کہ بڑے مدارس جو استغناء برت سکتے ہوں وہ ایڈ نہ لیں تا کہ ان میں دراندازی کے امکانات نہ پیدا ہوں۔

کرائیں جو انسانیت دوست اور امن پسند اور انسانوں سے ہمدردی و خیر خواہی کی ضامن ہیں اس طرح غلط فہمیوں کو ازالہ بھی ہو سکے گا اور اسلام کے محاسن سے دنیا واقف بھی ہوگی۔

☆ ہم انہیں یہ بھی سمجھائیں کہ اپنی نسلوں کو اپنے عقائد کی تعلیم دینا ہمارا دستوری و جمہوری حق ہے۔ نیز یہ کہ مدارس کے ذریعہ تعلیم و تربیت خود حکومت کی طرف سے اس تعلیم کا نظم کرنے کی ذمہ داری میں شرکت ہے اس طرح ملک کی کتنی بڑی تعلیمی و تربیتی ضرورت کو یہ مدارس پورا کر رہے ہیں۔

☆ تیسرا پہلو یہ ہے کہ حکمراں طبقہ سے، ذمہ داران حکومت سے اور ارباب سیاست سے بھی ہم رابطہ رکھیں اور انہیں بتائیں کہ مدارس کیا ہیں، ملک میں جہل کے خلاف یہ کس طرح علم نافع کی شمعیں روشن کئے ہوئے ہیں، اگر انہیں مدارس کے تئیں غلط فہمیاں ہیں تو وہ مدارس کے ذمہ داران سے ملیں اور حقیقت حال سے آگہی حاصل کریں۔

☆ چوتھا پہلو یہ ہے کہ ہم اپنے اندرونی نظام کو بالکل صاف ستھرا، شفاف اور کمزوریوں سے پاک رکھیں تا کہ کسی کو انگشت نمائی کا موقع ہاتھ نہ لگے۔

سوال: مسلم پرسنل لاء بورڈ کے قیام کے پس پشت اپنے مقاصد ہیں اس لئے اس کا دائرہ کار بھی محدود ہے لیکن مدارس کو درپیش صورت حال کے پیش نظر کیا بورڈ واقعی اور عملی دلچسپی لے گا؟

جواب: اس سلسلہ میں بورڈ دلچسپی لے رہا ہے، مدارس کو درپیش خطرات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بورڈ نے اس سے پہلے کمیٹی بنائی تھی، حال میں اسے پھر متوجہ کر دیا گیا ہے، چند دنوں پیشتر کمیٹی کے کنوینر مولانا سلمان الحسینی کی نگرانی میں ایک جلسہ کٹولی ملیح آباد میں منعقد ہوا اور اس میں جو تجاویز پاس کی گئیں، وہ پریس میں آچکی ہیں۔

سوال: تصویر کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ سرکاری حلقوں کی جانب سے مدارس کے تئیں ظاہری طور پر ہمدردانہ رویہ اپنایا جارہا ہے مثلاً انہیں ایڈ (aid) دئے جانے کی باتیں ہوتی ہیں، نیز

> مدارس کا بنیادی کام علوم شرعیہ کے ماہر علماء پیدا کرنا ہے۔ اگر وہ اپنا بنیادی کام کرنا چھوڑ دیں تو پھر اس صورت میں مدارس۔ مدارس ہی کیوں کر رہ جائیں گے؟

مدارس کے نصاب کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ بنائے جانے کے مشوروں کے ساتھ ساتھ اس نوعیت کی مراعات بھی دی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب والا کی رائے کیا ہے؟

جواب: بظاہر تو یہ اچھی باتیں ہیں اور فی نفسہ اچھی چیزیں ہیں لیکن ذمہ داران حکومت کے مدارس کے خلاف رویہ سے یہ شبہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ مذکورہ بالا کوششیں کہیں مدارس کے رخ کو تبدیل کرنے کی کوششیں نہ ہوں۔ ایسی کوشش کہ جس کے ذریعہ مدارس کے نصاب میں عصری مضامین کی مقدار اتنی کر دی جائے کہ دینی و شرعی مضامین کی مقدار کو نقصان پہنچے تو ظاہر ہے کہ اس کے ذریعہ مدارس سے ان کی اصل روح نکل جائے گی۔

حکومت کی ایڈ (Aid) قبول کرنے کا یہ اثر پڑنا بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ مدارس اور ان کے تعلیمی نظام میں حکومت کو عمل دخل کا مضرت رساں موقع فراہم کیا جائے اور مدارس کو اپنے اصل مقصد سے بہت دور کر دیا جائے۔ ان حالات میں تو ہم کہیں گے کہ بڑے مدارس جو استغناء برت سکتے ہوں وہ ایڈ نہ لیں تا کہ ان میں دراندازی کے امکانات نہ پیدا ہوں۔

سوال: مدارس کے نصاب میں قدرے ترمیم کا مشورہ وقتاً فوقتاً ہمارے اپنے مخلص طبقہ کی طرف سے بھی آتا رہتا ہے۔ مدارس میں عصری علوم و فنون کے داخل نصاب کئے جانے کے سلسلہ میں جناب والا کے نزدیک کن بنیادی باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے؟

جواب: اس موضوع پر اکثر اظہار خیال کی ضرورت پیش آتی رہی ہے، ندوۃ العلماء کی تحریک کا ایک اہم اور بنیادی پہلو اصلاح نصاب بھی تھا۔

البتہ اس سلسلہ میں بنیادی طور سے یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ عصری مضامین کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک قسم ہے سماجی مضامین کی مثلاً تاریخ و جغرافیہ وغیرہ اور دوسری قسم ہے مادی

> اپنے کام کے بہت زیادہ اظہار اور شہرت طلبی سے بچیں اس سے خواہ مخواہ غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مقصود کام ہو نہ کہ اعلان۔۔

و طبیعیاتی مضامین کی۔ جہاں تک اول الذکر یعنی سماجی علوم کا تعلق ہے تو ایسے مضامین مدارس کے نصاب میں بقدر ضرورت ضرور شامل کئے جانے چاہئیں البتہ اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ ایسے مضامین اسلامی روح سے خالی نہ ہوں، ایسا نہ ہو کہ وہ مضامین جن کی تشکیل یورپ کی سرپرستی میں ہوئی ہے جس کی وجہ سے ان میں الحاد کی روح پائی جاتی ہے، وہ بجنسہ لے لینے میں ہمارے طلباء پر مضر اثر

پڑے، اصلاً ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مضامین کو نئے مطلوبہ سانچے میں ڈھالا جائے، انہیں (Islamized) کرنے کا کام بڑا اہم اور ناگزیر ہے، ان مضامین کا مطالعہ انسان کو ملحد بھی

> اگر کوئی شخص جہاد کے لفظ کو ظلم و زیادتی کے لئے استعمال کرتا ہے تو یہ اس کا غلط فعل ہے اس سے اس لفظ کو بدنام نہیں کیا جاسکتا.

بنا سکتا ہے اور مسلمان بھی۔۔۔ اس لئے اگر یہ کام کیا گیا تو "علم نافع" کی بڑی خدمت ہوگی اور انسانی دنیا پر بڑا احسان ہوگا۔

رہے مادی و طبیعیاتی مضامین تو ان کی اہمیت و افادیت مسلّم ہے، ان کو ضرور حاصل کرنا چاہئے اور ان کے لئے اسکول قائم کرنا چاہئے بلکہ سچ پوچھئے تو یہ اللہ کی قدرت کو واضح کرنے والے اور انسان کے لئے خداشناسی کا ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ایک طبقہ کو تو اسے فرض کفایہ کے طور پر نہ صرف پڑھنا چاہیئے بلکہ ان علوم میں کمال حاصل کرنا چاہیئے۔

لیکن جہاں تک مدارس کے نصاب میں مادی و طبیعیاتی مضامین کو شامل کئے جانے کا سوال ہے تو اس سلسلہ میں یہ بات کہنے کی ہے کہ مدارس میں ان کی مبادیات تو پڑھائی جاسکتی ہیں اور ان سے طلبائے مدارس کو واقف بھی ہونا چاہیئے مگر یہ مطالبہ کہ ان مادی و طبیعیاتی مضامین کو وسعت کے ساتھ مدارس میں شامل نصاب کیا جائے، یہ درست نہیں ہے اور عملاً ممکن بھی نہیں ہے۔ کیا میڈیکل اور انجینئرنگ تعلیم بیک وقت دی جاسکتی ہے؟ اگر نہیں دی جاسکتی اور اگر ایسا کرنا ممکن نہیں ہے تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ مدارس جو علوم شرعیہ، قرآن و حدیث و فقہ میں تخصص کے لئے قائم کئے گئے ہوں وہاں ان ہی کے ساتھ ساتھ طبیعیاتی مضامین بھی پڑھائے جاسکیں۔ مدارس کا بنیادی کام علوم شرعیہ کے ماہر علماء پیدا کرنا ہے۔ اگر وہ اپنا بنیادی کام کرنا چھوڑ دیں تو پھر اس صورت میں مدارس۔ مدارس ہی کیوں کر رہ جائیں گے؟

سوال: مدارس اسلامیہ پر الزامات کے تناظر میں جناب والا ارباب اقتدار سے کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: جیسا کہ میں نے کہا کہ ارباب اقتدار اپنی غلط فہمیوں کو دور کریں، ہمارے مدارس وہ نہیں ہیں اور ویسے نہیں ہیں جیسا کہ وہ انہیں سمجھ رہے ہیں، وہ بذات خود آئیں اور مدارس کو دیکھ لیں، انہیں سمجھ

> اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے، وہ اگر طاقت کے استعمال کے ساتھ جہاد کرتا ہے تو بھی اس کا مقصد، انسانیت کی خاطر اور امن و سلامتی پیدا کرنا ہوتا ہے۔

لیں، ان مدارس میں ہرگز کوئی ایسی تعلیم نہیں دی جاتی جس سے دستور ہند کی خلاف ورزی ہوتی ہو یا جو دستور کے منافی ہو۔

سوال: امن پسند و صاف ذہن کے حامل برادران وطن کے سلسلہ میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: ان کے ذہن میں جو غلط فہمیاں ہیں، ان کے ازالہ کے لئے ہم ذرائع ابلاغ (Media) سے کام لیں۔ ان کی زبان میں اور ان ہی کے اسلوب میں ان کو سمجھانے کی کوشش کریں۔

سوال: مدارس عربیہ اور ان کے ذمہ داران سے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: ☆ ارباب مدارس مثبت اور سنجیدہ کام پر اپنی توجہ مرکوز کریں، اس کا استحضار رہے کہ وہ یہ کام اللہ کی خوشنودی کے لئے کر رہے ہیں، اسی ذہن کو اپناتے ہوئے علوم دینیہ کی خدمت کریں۔

> ان مدارس میں ہرگز کوئی ایسی تعلیم نہیں دی جاتی جس سے دستور ہند کی خلاف ورزی ہوتی ہو یا جو دستور کے منافی ہو۔

مزید وہ یہ سمجھیں کہ دین کے تقاضے کیا ہیں اور امت کو مضبوط کس طرح بنایا جاسکتا ہے۔

☆ وہ مدارس کی اہمیت و نافعیت سے دوسروں کو واقف کرانے کا کام کرتے رہیں۔

☆ خصوصیت کے ساتھ یہ بات ان کے ذہن میں رہے کہ وہ اپنے کام کے بہت زیادہ اظہار اور شہرت طلبی سے بچیں اس سے خواہ مخواہ غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مقصود کام ہو نہ کہ اعلان۔۔

☆ قانون کا پاس و لحاظ رکھیں محتاط رہیں اور کوئی قدم ایسا نہ اٹھنے پائے جس سے الزام تراشی کا کوئی موقع کسی کے ہاتھ آئے، جمہوری و دستوری اصولوں کے دائرہ میں رہ کر کام کریں۔

☆ ارباب مدارس اپنے ذاتی مفاد سے بلند ہو کر مثبت اور عملی کاموں کی طرف توجہ دیں۔ تو انشاء اللہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد حاصل

> مگر یہ مطالبہ کہ ان مادی و طبیعیاتی مضامین کو وسعت کے ساتھ مدارس میں شامل نصاب کیا جائے، یہ درست نہیں ہے اور عملاً ممکن بھی نہیں ہے۔ کیا میڈیکل اور انجینئرنگ تعلیم بیک وقت دی جاسکتی ہے؟

ہوگی اور ان کا کام موثر اور نفع بخش ہوگا۔

(امین الدین شجاع الدین)

تعلیم القرآن

تقویٰ کیا ہے؟؟

مولانا محمد الحسنیؒ

﴿یا أیّها الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتنّ الا و انتم مسلمون﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا تم مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو"

آیت بالا میں ہم کو تقویٰ اور خدا کے خوف کا حکم دیا گیا ہے، اور ایمان پر خاتمہ کی اہمیت بتائی گئی ہے، تقویٰ کیا ہے، اور خدا کا خوف کسے کہتے ہیں، اس سلسلے میں سب سے پہلی اور اچھی بات وہی ہے جو قرآن مجید نے آگے بیان کی ہے یعنی حسنِ خاتمہ کی فکر اور سوء خاتمہ کا خوف اگر کسی پر غالب آجائے تو اس میں تقویٰ کی وہ شان پیدا ہوسکتی ہے جس کو "حق تقاتہ" فرمایا گیا ہے۔۔۔ایک حدیث میں اسلام کے "صراط مستقیم" کی بہت واضح اور بلیغ تمثیل بیان کی ہے، اس سے ہمیں اندازہ ہوسکتا ہے کہ تقویٰ کی حقیقت اور روح کیا ہے۔

ترمذی، نسائی اور مسند احمد (یہ حدیث کی مستند کتابیں ہیں) میں یہ حدیث آتی ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال بیان کی کہ یہ ایک شاہراہ ہے جس کے دونوں طرف دیواریں ہیں، جن میں دروازے لگے ہوئے ہیں اور ان دروازوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں، راستہ کے دروازے پر ایک منادی کرنے والا ہے جو کہتا ہے: لوگو! سب کے سب اس راستہ میں داخل ہوجاؤ، اور کج روی سے باز رہو، راستے کی فصیل پر بھی ایک داعی ہے، جب کوئی شخص ان دروازوں کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تیری خرابی ہو، اس کو مت کھول، اس لئے کہ اگر تو نے اس کو کھولا تو اسی میں داخل ہوجائے گا، پس یہ راستہ اسلام ہے، اس کے دونوں طرف کے دروازے اللہ تعالیٰ کے حدود ہیں، یہ کھلے ہوئے دروازے حرام اور ناجائز باتیں ہیں راستہ کے شروع میں جو منادی ہے، وہ خدا کی کتاب ہے، اور دیوار پر جو منادی ہے وہ اللہ کا واعظ ہے، جو ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے"۔

ایک دوسری روایت میں تقویٰ کی ایک اور آسان اور قابل فہم تشبیہ بیان کی گئی ہے، "حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعبؓ سے تقویٰ کے متعلق دریافت فرمایا تو انھوں نے فرمایا: کہ کیا آپ کسی خاردار جھاڑیوں والے راستہ سے گزرے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا "ہاں" انھوں نے پوچھا کہ پھر اس وقت آپ نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا کہ میں دامن سمیٹ کر احتیاط کے ساتھ قدم رکھتا تھا انھوں نے کہا کہ بس یہی "تقویٰ" ہے۔"

"تقویٰ" محض ڈر یا محض شرم کے معنی میں نہیں آتا، اس میں درحقیقت وہ ساری باتیں شامل ہیں، جن کو ہم خوف، پاس ولحاظ۔ احتیاط، شرم اور پرہیز وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں، کبھی بندہ، خدا کے خوف سے گناہ سے باز رہتا ہے، کبھی خدا کی شرم اور پاس کا غلبہ، خوف سے زیادہ ہوتا ہے کبھی شکر و احسان شناسی کے جذبات اس پر غالب ہوتے ہیں، اور کبھی جہنم کی آگ کا خوف اس کو بیدار و ہوشیار رکھتا ہے، اور کبھی موت کا خیال بہت سی چیزوں سے مانع بنتا ہے، اس لئے یہ ساری باتیں تقویٰ کے وسیع مفہوم میں شامل ہیں۔

آیت کے دوسرے جز میں خاص طور پر اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ مرنے سے پہلے اسلام وایمان کی دولت کا ہم انتظام کرلیں، ایسا نہ ہو کہ رخصت کی اس نازک گھڑی میں اس دولت سے ہمارا ہاتھ خالی ہو، اور وہی سکہ ہمارے پاس نہ ہو جو عالم آخرت میں چلتا ہے، اسی لئے اس میں مبالغہ اور تشدید کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے یعنی ہرگز ہرگز ایسا نہ ہو کہ موت ایسی حالت میں آئے کہ اسلام کی دولت اور حقیقت سے محرومی ہو، اور پھر اس وقت کچھ نہ ہوسکے۔

●●●

کتابیں حاصل کریں

درج ذیل کتابوں پر تبصرہ ۲۵/ستمبر ۲۰۰۲ء کے شمارہ میں شائع کیا جاچکا ہے۔ جو حسب ذیل پتوں سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

☆ رئیس میٹریا میڈیکا ہومیو پیتھی
مصنف ڈاکٹر رئیس احمد اعظمی
ملنے کا پتہ:۔ ڈاکٹر رئیس احمد اعظمی، قاسمیہ لائبریری مبارک پور، اعظم گڈھ 276404

☆ معلومات کا سمندر، منی انسائیکلو پیڈیا
مؤلف رحمانی سلیم احمد
ملنے کا پتہ:۔ دفتر بزم اطفال ویکلی 1032۔اسلام پورہ، ضلع مالیگاؤں، ناسک 423203 (مہاراشٹر)

تعلیم الحدیث

روزہ کا مقصد: حصول تقویٰ

ڈاکٹر سید محمد لقمان اعظمی ندوی

مولانا شمس الحق ندوی

عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال: سمعت رسول اللہ ﷺ يقول "بُنی الاسلام علیٰ خمس: شهادة ان لا اله الا الله و انّ محمداً رسول الله و اقام الصلوة، و ایتاء الزکاة، وحج البیت وصوم رمضان. (متفق علیہ)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: کلمۂ طیبہ کی گواہی یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار و ایمان، نماز کا اس کے آداب کے ساتھ ادا کرنا، مال کی زکوٰۃ دینا، بیت اللہ شریف یعنی خانہ کعبہ کا حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔"

حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کی اساس و بنیاد پانچ ستونوں پر ہے جو شعر کے مصرع کی طرح ہیں کہ مصرع کا ایک حرف ہٹا دیا جائے تو مصرع صحیح نہ رہے گا، اسی طرح اسلام پانچ ستونوں پر قائم ہے ان میں سے ایک ستون تو بیچ کا ہے جو مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور وہ ہے کلمہ شہادت، باقی چار رکن نماز، زکوٰۃ، حج اور روزہ ہیں۔

روزہ کیا ہے؟

روزہ ارادے کی پختگی، عزم بالجزم اور بندۂ مومن کا اللہ تعالیٰ کے مطیع و منقاد ہونے کے جذبات عبدیت کو ظاہر کرتا ہے، روزے میں بندہ اپنے آپ کو اپنی تمام جسمانی ضرورتوں سے بلند کرلیتا ہے، اپنی جسمانی ضروریات پر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی، آخرت کے اجر و ثواب اور نعمتوں کو ترجیح دیتا ہے، حدیث قدسی میں آتا ہے (کل عمل ابن آدم له الا الصوم فانه لی وانا اجزی به) ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور اس کا بدلہ میں خود ہوں۔

اعضائے انسانی کو معاصی سے بچانے اور خواہشات کا شکار ہو کر انسان کی چھنی ہوئی روحانی صلاحیت کو واپس لانے اور بحال کرنے میں روزہ بڑی تاثیر کا حامل ہے، روزہ حصول تقویٰ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یا أیّها الذین آمنوا کُتب علیکم الصیام کما کُتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ۔۱۸۳)

"مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بنو"۔

اللہ تعالیٰ نے انسان پر روزہ اس کی صلاح و تربیت کے بقدر ہی مشروع فرمایا ہے کہ جس سے وہ دنیا و آخرت دونوں جہان کا فائدہ اٹھا سکے، اتنا نہیں کہ جس سے اس کو نقصان پہنچ جائے جو اس کے دینی اور دنیاوی تقاضوں کو پورا کرنے میں حارج ہوجائے۔

شعر و سخن

پھر ماہ صیام آیا

مبارک ہو مسلمانو! کہ پھر ماہ صیام آیا
خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا ازدہام آیا
خدا کا شکر ہے فضل بہار جاں فزا آئی
خوشا قسمت کہ پھر سے زندگی میں یہ مقام آیا
زمانہ آگیا پھر لطف باری عام اب آیا
نصیب اپنے کو پھر سے زندگی میں یہ مقام آیا
قیامت میں یہ روزہ ڈھال ہوگا روزہ داروں کی
یہ سرمایہ بھی اپنا کیسے اچھے وقت کام آیا
ہدایت کے صحیفے سب کے سب اس ماہ میں اترے
اسی ماہ مبارک میں کلاموں کا امام آیا
اسی میں رات ایک آئی ہزاروں ماہ سے افضل
کہ جس میں چشمۂ رحمت سے بندوں کو سلام آیا
گذاری جس نے اپنی زندگی ساری اطاعت میں
اسی کے واسطے جنت سے دنیا ہی میں جام آیا
دوبارہ زندگی پائی سکون دل ہوا حاصل
زباں پر جب محمد مصطفیٰ کا پیارا نام آیا
جو پہونچا حشر میں ثاقب فرشتے سب پکار اٹھے
محمدؐ کے غلاموں کے غلاموں کا غلام آیا

از: حضرت قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ

قارئین کے مفید مشوروں اور گرانقدر آراء کا انتظار رہے گا۔

فقہی سوال وجواب

محمد طارق ندوی

س: رؤیت ہلال کی شہادت بذریعہ ٹیلیفون معتبر ہے یانہیں؟

ج: رؤیت ہلال میں ایک ٹیلیفون کی خبر غیر معتبر ہے یعنی رؤیت کو نافذ کرنے کے لئے کافی نہیں۔ اگرچہ ٹیلیفون پر آواز پہچانی جاتی ہو، کیونکہ ایک آواز دوسری آواز کے مشابہ ہوسکتی ہے، اور جب تک اشتباہ باقی رہے خبر اور شہادت کے موقع پر اعتبار کے قابل نہیں۔ ہاں اگر بکثرت ٹیلیفون مختلف شخصوں کے آئیں اور جس پر شہادت دینے والوں کی آواز پہچان لی گئی ہوں اور وہ سب کے نزدیک ثقہ ہوں۔ جس سے خبر کی صداقت کا سب کو یقین ہوجائے تو اس صورت میں ان پر اعتماد کرکے حکم رؤیت ہلال لگایا جاسکتا ہے۔

س: داڑھی منڈوانے والے کی شہادت رؤیت ہلال میں جب کہ عرفاً وہ ثقہ ہو معتبر ہے یانہیں؟

ج: داڑھی منڈوانے والا اگرچہ عرفاً ثقہ ہو۔ اور قابل اعتماد ہو مگر اس کی گواہی شرعاً غیر معتبر ہے، لہٰذا رؤیت ہلال میں اس کی شہادت غیر معتبر ہوگی۔

س: آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہوتا ہے یانہیں؟

ج: آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے۔ آنکھ میں ہوئی دوا اور سرمہ کا رنگ ومزا کبھی حلق سے اور تھوک میں جو محسوس ہوتا ہے اور وہ مسامات میں ہوکر پہنچتا ہے اس لئے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

س: کوئی شخص رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف توڑدے تو اس پر قضاء لازم ہے یانہیں؟

ج: جس نے اعتکاف توڑ دیا ہو فقط اس دن کے اعتکاف کی قضاء روزہ کے ساتھ ضروری ہے۔ بقیہ دنوں کی قضاء ضروری نہیں، اگر کوئی شخص رمضان کے بعد پورے عشرہ کی قضا مع الصوم کرلے تو بہتر ہے۔

س: اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تو اعتکاف برقرار رہے گا یانہیں؟

ج: اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے، تو اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ مثلاً کسی جرم میں حاکم کی طرف سے وارنٹ جاری ہو، سپاہی اس کو گرفتار کر لے جائیں، یا کسی کا قرضدار ہو، اور وہ اس کو باہر پکڑ لے جائے یا کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے باہر نکلے اور قرض خواہ وہیں روک لے ان صورتوں میں اعتکاف ختم ہوجائے گا۔

س: مسافر کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے یانہ رکھنا؟

ج: مسافر کے لئے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی اجازت ہے، اگر روزہ رکھنے میں غیر معمولی تکلیف اور شدید ضعف کا اندیشہ ہو، یا اور ساتھیوں کو تکلیف اور پریشانی ہو، تو ایسی صورت میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے، مسکن پہنچ کر قضا کرلے اور اگر یہ صورت حال نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

س: روزہ دار کے بیڑی سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یانہیں؟

ج: بیڑی وسگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

س: کیا اعتکاف کی حالت میں خاموش رہنا مکروہ ہے؟

ج: حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا مکروہ ہے۔ معتکف کو چاہیئے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ ذکر میں مشغول رہے، یا کسی دینی کتاب کا مطالعہ کرے۔

س: کیا روزہ دار کسی چیز کا مزہ چکھ سکتا ہے یا اس کو چبا سکتا ہے؟

ج: کسی چیز کا مزہ چکھنا یا اس کو چبانا مکروہ ہے، بشرطیکہ کسی عذر کی وجہ سے نہ ہو، مثلاً کوئی عورت اپنے شوہر کے لئے کھانا پکاتی ہو، اور اس کی بدمزاجی سے یہ خوف ہو کہ اگر نمک درست نہ ہوگا تو وہ خفا ہوگا، تو چکھنا درست ہوگا، اور اسی طرح سے اگر کوئی چھوٹا بچہ ہو اور اس کو کوئی چیز کھلانا ہو، اور اس کا بدل نہ ہو، تو ایسی صورت میں چبا کر بچہ کو دینے کی اجازت ہے، بشرطیکہ حلق کے نیچے اس کا اثر نہ جائے۔

س: بھول کر کھاپی لینے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے یانہیں؟

ج: کسی شخص کو روزہ یاد نہ رہے، اس بنا پر اس نے کچھ کھاپی لیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا، خواہ فرض ہو یا نفل، ایسی صورت میں اگر اس میں روزہ رکھنے کی بھرپور قوت ہو، تو دیکھنے والوں کو یاد دلانا واجب ہے، اور اگر اس میں روزہ رکھنے کی قوت نہ ہو، تو یاد دلانا ضروری نہیں ہے۔

س: انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں، قضاء لازم ہوگی یا کفارہ؟

ج: انجکشن لگوانے سے چونکہ دوا جوف اور دماغ اور معدہ میں نہیں جاتی اس لئے روزہ نہیں ٹوٹتا لہٰذا نہ قضا لازم ہوگی اور نہ کفارہ۔

ضروری تصحیح

گذشتہ شمارہ میں احکام ومسائل صفحہ ۲۴ پر درج اس سوال کے جواب کی تصحیح فرمالیں۔

سوال: نماز کے اندر دل میں قرأت کرنے سے نماز ادا ہوجائے گی یانہیں؟

جواب: قرأت دل میں کرنے سے نماز نہیں ہوگی، زبان سے ادائیگی ضروری ہے۔

مسلمانوں پر ایک نظر اور قلب پر تین اثر

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

گزشتہ شمارہ میں آپ نے حضرت مفکر اسلامؒ کے زیر نظر مضمون کا وہ حصہ ملاحظہ کیا تھا جس میں مسلمانوں کو دیکھ کر حضرتؒ کے قلب پر مرتب ہونے والے اثرات میں سے 'مسرت اور 'حیرت' کا تذکرہ تھا۔ درج ذیل حصہ میں حسرت اور عبرت کی کیفیات کو آپ محسوس کریں گے۔۔۔۔ حضرتؒ کے اس مضمون کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنے قارئین کو نہ صرف زیاں کا احساس دلاتا ہے بلکہ احساس عمل پر ابھارتا بھی ہے۔ خدا کرے کہ اس مضمون کا مطالعہ ہمارے اندر پائی جانے والی احساس عمل کی چنگاری کو فروزاں کرنے کا باعث بنے۔ (مرتب)

"تم ان کو اکٹھا سمجھتے ہو، حالانکہ ان کے دل علاحدہ ہیں"۔

کیا وہ قوم قیامت تک بھی کبھی مسرور ومطمئن ہوسکتی ہے جس کی تاریخ میں ایک مرتبہ اسپین کا واقعہ ہوچکا ہو، اور جس کے بعض اور دوسرے ممالک بھی اسپین بن چکے ہیں۔

کیا وہ قوم اطمینان کی سانس لے سکتی ہے جو اپنے نبی کی وصیت (یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو) پوری نہ کرسکتی ہو۔

کیا وہ قوم جس کے اوقاف واملاک، مسجد اور مآثر ومشاہد، خانقاہوں اور دوسری دینی اور قومی یادگاروں پر دوسروں کا قبضہ ہو، اپنے کو کچھ اچھا سمجھ سکتی ہے؟

حسرت: جتنا علم ہوتا جاتا ہے اتنے آنکھوں سے پردے اٹھتے جاتے ہیں اور دل کی حالت بدلتی جاتی ہے، اکثر اطمینان کے بجائے حیرت اور مسرت کے بجائے حسرت ہوتی ہے۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

(اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے)

آپ جب دیکھتے ہیں کہ ضعیف پیر مرد کے جوان جوان توانا وتندرست بیٹے اور پوتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑھاپے میں اس کا سہارا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، ان کو دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہوجاتا ہوگا کہ جو باغ میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا وہ میری زندگی میں پھل پھول رہا ہے، ایسے اقبال مند تھوڑے ہوتے ہیں۔ اس کی مٹی ٹھکانے لگے گی، مگر جب وہ پیر مرد ان کو دیکھتا ہے تو دل پکڑ کر رہ جاتا ہے کہ ان میں سے ایک بھی مرتے ہوئے میرے حلق میں پانی ٹپکانے کا روادار نہیں، وہ کہتا ہے کہ کاش یہ نہ ہوتے تو یہ حسرت تو نہ ہوتی کہ ہوکر کے بھی میرے نہیں۔

یہی حالت اس وقت ہماری ہے اسلام بھی اپنی اولادوں پر نظر ڈالتا ہے تو کہتا ہے:

"بہت ہیں اگر کام کے ہوتے تو ان سے بہت کافی تھے، یہ سب میرے ہی نام سے پکارے جاتے ہیں، اور میرے ہی کہلاتے ہیں لیکن ان میں سے میرے کام کے تھوڑے ہیں"۔

خدا کا شکر ہے کہ آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ عیب چھپے ہوئے ہیں، اگر پردہ اٹھ جائے تو آنکھیں دیکھیں کہ کمزوریوں کا، نقائص کا، عیوب کا اور گناہوں کا بازار اور میلہ لگا ہوا ہے اور ان زرق برق لباسوں میں بہت سے جانور اور درندے ہیں۔

لیکن اگر ہماری آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے تو عالم الغیب تو دیکھ رہا ہے، وہ صورتیں نہیں دیکھتا نام نہیں پوچھتا، وہ دل اور عمل کو دیکھتا ہے۔ **ان اللہ لا ینظر الیٰ صورکم واموالکم ولکن ینظر الیٰ قلوبکم واعمالکم** ۔ (اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور اعمال کو دیکھتا ہے) وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ انسان نہیں انسانوں کا کوڑا کرکٹ ہیں جن میں دانے اور کام کے موتی بہت تھوڑے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم پر قومیں اس طرح اکٹھا ہوجائیں گی جس طرح کھانے والے لگن پر، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہماری تعداد کی کمی کی وجہ سے؟ فرمایا نہیں، تم بہت ہوگے لیکن تمہارا رعب ان کے دلوں سے اٹھ جائے گا، تم سیلاب کے کوڑے کرکٹ کی طرح ہوجاؤ گے۔

یہ تو اللہ دیکھتا ہے لیکن ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ:

(۱) ان میں سے بیسیوں وہ لوگ ہیں جو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور شرک وتوحید ورسالت کے متعلق سرے سے ان کا کوئی عقیدہ ہی نہیں ایسے بھی ہیں جن کو کلمہ بھی یاد نہیں، ایسے کثرت سے ہیں جن کے دل میں توحید پوری طرح سے نہیں اتری نہ شرک سے ان کو کوئی نفرت ہے، ایسے بھی کچھ کم نہیں کہ قرآن مجید کے مطابق صریح شرک وبت پرستی میں مبتلا ہیں۔

(۲) ایسے سیکڑوں ہیں جو اسلام کو بالکل نہیں سمجھتے نہ کبھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اسلام یا اسلامی نام گھر کے سامان اور روایات کے ساتھ باپ دادا کے ترکے میں ملا ہے اس سے متعلق ان کو اور کوئی علم نہیں، وہ نہیں جانتے اللہ ان سے کیا چاہتا ہے؟ اسلام کے کیا حقوق اور شرائط ہیں؟ اسلام نے ان کی زندگی میں کوئی درستی یا فرق کیا یانہیں؟

(۳) ایسے بہت ہیں جن کی زندگی اور موت کسی طرح اسلامی نہیں، اور ان کے رسم و رواج، شادی، غمی، تمدن و معاشرت، وضع قطع، نشست و برخاست معاملات وتعلقات کسی سے بھی کوئی ان کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا۔

(۴) ایسے اکثر ہیں جو کسی معنی میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے مفید نہیں اور ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

(۵) ایسے بہت ہیں کہ ان سے اسلام کے نام اور اس کی شہرت وعزت وکامیابی کو نقصان پہونچ رہا ہے، ان کو دیکھ کر اور ان کے ساتھ رہ کر لوگ اسلام سے بدعقیدہ اور کبھی مرتد ہو جاتے ہیں۔

(۶) بہت سے ایسے ہیں جن کو اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے لئے اسلامی شعائر اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے لئے مفت اور بہت تھوڑی قیمت پر ہر وقت استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۸) ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہیں، مسلمان کہلانے سے شرماتے ہیں اور مذہب پر ہنستے ہیں۔

(۹) ایسے بہت سے ہیں جو اپنی اور مسلمانوں کی حالت پر قانع ہیں انہیں اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور ترقی کے دیکھنے کا کہیں کوئی شوق اور ارمان نہیں ہوتا اور نہ ذلت سے کوئی تکلیف ہوتی ہے ان کو یہ کوئی غیر معمولی نہیں معلوم ہوتی، بہت سے ایسے ہیں کہ خود اپنی نظر میں ان کی کوئی عزت نہیں وہ اپنی قیمت نہیں جانتے، اپنی تاریخ، اپنے ماضی، اپنے اسلاف اور بزرگوں سے بالکل ناواقف ہیں وہ کسی وقت ان پر فخر اور اپنے اسلام پر شکر نہیں کرتے اور ان کو ان کی پیروی کا شوق ہے اور نہ کھوئی ہوئی چیزوں کا افسوس، ان کے سامنے اسلام کا کوئی عملی نمونہ اور اس کا کوئی بلند تخیل نہیں اس لئے وہ سست، دل شکستہ اور مایوس ہیں۔

(۱۰) اکثر ایسے ہیں جو محض دیکھا دیکھی اور رسمی مسلمان ہیں اس لئے نہ ان کو اسلام کا علم ہے نہ اس پر فخر وشکر ہے نہ اس میں ان کو کوئی لطف ہے اور نہ ان کے اخلاق واعمال پر اس کا نور وبرکت نہ اثر ہے

بتائیے کہ ایسے مجمع کو دیکھ کر کوئی کیا خوش ہو، حقیقت میں آج کل جہاں مسلمان جمع ہو جائیں وہاں عقائد ومذہب کا عجائب خانہ، دینی اور روحانی امراض کا بیمار خانہ، عیوب کا بازار لگ جاتا ہے۔ مگر ع

"یہ رونے کی جا ہے تماشہ نہیں ہے،،

عبرت: اب مسرت وحیرت وحسرت کے بعد عبرت ہی کا درجہ ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو اس درجہ کو بھی طے کرلیں "ان فی ذلك لعبرةً لاولی الابصار،، آیئے ہم اپنا مقابلہ اسلام کے پہلے نمونوں سے کریں!

۱۔ صحابہ گنتی کے تھے اور تمام دنیا پر بھاری تھے جب کہ ہم لاتعداد ہیں اور زمین پر بھاری ہو رہے ہیں۔

۲۔ صحابہ بادشاہوں پر سلطنت کرتے تھے جب کہ ہمیں غلاموں اور غلاموں کے غلاموں کی غلامی بھی ہزار دقت سے نصیب ہوتی ہے۔

۳۔ صحابہ کچھ نہ تھے اور سب کچھ ہو گئے جب کہ ہم سب کچھ تھے اور کچھ نہ رہے۔

۴۔ صحابہ کی زندگی عزت اور اطمینان سے بسر ہوتی تھی اور آخرت اس سے کہیں بہتر جب کہ ہماری زندگی سخت ذلت فکر وپریشانی سے گذرتی ہے۔ اور آخرت کی بھی بظاہر امید اچھی نہیں۔

اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ یہ کس چیز کی نحوست اور وہ کس چیز کی برکت تھی؟ صحابہؓ کے پاس کون سا نسخۂ کیمیا تھا کیا کرامت تھی ان کی زندگی میں؟ بیٹھے بیٹھے کیا انقلاب ہوا جس نے دنیا میں انقلاب برپا کردیا؟ ان کی پوری زندگی کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سوا کوئی قابل ذکر غیر معمولی واقعہ نہیں ہوا کہ انھوں نے اپنی پوری زندگی وموت، عقل ورائے، دل ودماغ، مرضی واختیار، اور اپنی پوری مشین کی کنجی ایک ایسے انسان کے سپرد کردی تھی جو معصوم تھا، جو دنیا کا سب سے بڑا حکیم تھا اور جو خدا کے مشورہ وحکم سے کام کرتا تھا، جس سے غلطی ہونی ممکن نہیں، اسی کی وحی سے بات کرتا تھا اسی کی روشنی میں چلتا تھا "ان هوالاوحی یوحی،، رسول اپنی خواہشات سے بات نہیں کرتا، اس کی گفتگو محض وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے وہی ان کو اٹھاتا تھا، بٹھاتا تھا، چلاتا تھا، پھراتا تھا، جدا کرتا تھا، ملاتا تھا۔

بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی
جہاں کردیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کردیا گرم گرما گئے وہ

پھر دنیا میں کون سی قوت کون سی عقل تھی جو ان کا مقابلہ کرتی؟ وہ خدا کی تقدیر اور قضاء مبرم بن گئے تھے جو ٹل نہیں سکتی تھی وہ خود کیا کر رہے تھے اللہ اور اس کا رسول کر رہا تھا۔

جس وقت اس نادان کمسن بچے (امت) نے اس اتالیق اعظم، اس مربی اکبر، اس دانائے جہاں دیدہ ﷺ کی انگلی چھوڑ دی وہ پیچ دار گلیوں میں، بھیڑ میں کھو گیا، وہ جتنا چلتا ہے، اپنے گھر سے دور ہوتا جاتا ہے، چلاتا ہے اور روتا ہے مگر کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑتا، وہ بھوکا ہے اور پیاسا ہے، مگر کسی کو اس پر ترس نہیں آتا۔

وہ اتالیق اب بھی ان تمام لوگوں سے اس بچے سے زیادہ قریب ہے، لہٰذا زیادہ شفیق ہے۔ جن کی صورت یہ تکتا ہے مگر وہ منہ پھیر لیتے ہیں جن کا ہاتھ یہ پکڑنا چاہتا ہے مگر وہ چھڑا لیتے ہیں۔ لیکن وہ بچہ اس اتالیق اعظم ﷺ کی طرف کسی طرح متوجہ نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ ہم میں اور ان میں جو فرق ہے وہ اتباع کا ہے، وہ نسخۂ کیمیا (قرآن) اب بھی موجود ہے، استعمال کرنے کی دیر ہے، نسخہ استعمال کرنے والا، اور پڑھنے والا برابر نہیں ہوسکتے۔ قرآن مجید پڑھو یا پڑھوا کر سنو، فرائض و احکام کی فہرست دیکھو،

جو کمی ہو پوری کرو۔ اپنی اپنی اصلاح کرو کہ قوم کی اصلاح اسی طرح ہوگی۔

حمد و مناجات

اے مالک جگ کے رکھوالے...

ع۔ س۔ مسلم

اے مالک جگ کے رکھوالے، تجھ سے مرا سوال
تو ظاہر تو باطن، تجھ پر روشن میرا حال
قادر، خالق، اعلیٰ، اولیٰ تو عالی متعال
داتا رزاق رب رحیم تو غنی تو دین دیال
سورج کرنیں چاند ستارے دیپک شمع چراغ
تو ہی اصل اجالا مولا، یہ جھوٹے نقال
بجلی بادل برکھا طوفاں سب تیری آیات
برج ستارے سیّارے اور کیا آکاش کی چال
جھرنے چشمے پکھیرو، گائیں تیرے گیت
کلیاں بوٹے غنچے خوشبو، تیرا رنگ جمال
ساگر کی لہروں کے اوپر چلتی بہتی ناؤ
تیرے حکم سے محکم دھرتی پربت اور پاتال
ٹہنی ٹہنی، پتہ پتہ، پھول درخت ہوا
تیری مالا جپتے دن رات مہینے سال
درپن درپن تیرے درشن، دھڑکن دھڑکن تو
اوپر نیچے مشرق مغرب اور جنوب شمال
جیون سارا ایسے بیتا جیسے خواب خیال
خالی دامن بے مایہ ہوں بے گن بے اعمال
دل کا میداں چٹیل صحرا سایہ رکھ نا جھاڑ
چلتی دھوپ میں پگ پگ ڈولے بے وسواسی چال
دکھ دلدّر، درد مصیبت کسی بھی کٹ جائیں
تو رحمان، تری رحمت سے سارے دور وبال
ایک ندامت کی سوغات ہے پیش ترے دربار
محشر کے دن بخشنہارا، تو میری لج پال
لمبے کھاتے ہیں پاپوں کے، تو غفار غفور
بخش دے مجھ کو یا مولا، بن جانچے بن پڑتال

آپ ﷺ پر لاکھوں سلام

مولانا محمد ثانی حسنی

اے حبیب کردگار
رحمت پروردگار
صاحب عزّ و وقار
دو جہاں کے تاجدار
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ امام الانبیاء
صدر بزم اتقیاء
سرورِ اہلِ صفاء
شافعِ روزِ جزاء
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ ہیں عالی مقام
آپ اماموں کے امام
آپ ہیں خیر الانام
آپ کا میں ہوں غلام
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ سرتاج بشر
آپ شاہ بحر و بر
آپ ہیں رشک قمر
آپ ہیں انجم نگر
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ کے زیرِ قدم
فارس در دم و عجم
آج بھی ہیں سر بخم
قیصر و دارا جم
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ صدر بزم دیں
سرو اہل یقیں
سرکردہ مرسلین
زینت خلد بریں
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ پاکیزہ صفات
پاکباز و عالی ذات
آپ رمز کائنات
جان من جان حیات
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ آنکھوں کا سرور
آپ سرتاپا ہیں نور
آپ ہیں میرے حضور
میں سراپا ہوں قصور
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ ہیں گل پیرہن
خندہ رو، نسریں بدن
یاسمن رشک سمن
روحِ گل، جانِ چمن
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ جیسا حسیں
کوئی دنیا میں نہیں
آپ کی پیاری جبیں
مطلع نورِ مبیں
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ جانِ آرزو
آپ سب کی جستجو
دو جہاں کی آبرو
مہ جبیں و ماہرو
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

آپ کے دم سے نمود
آپ کے دم سے وجود
آپ کے دم سے شہود
آپ کے دم سے کشود
آپ پر لاکھوں سلام
رات دن اور صبح و شام

پیام سیرت خیر الانام

الجھے سلجھے ”اسی“ گیسو کے گرفتار رہو

مولانا عبداللہ عباس ندوی کی تازہ ترین تالیف
”آفتاب نبوت ﷺ کی چند کرنیں“ کا ابتدائیہ

حضرت رسول کریم ﷺ کے حلیہ و سراپا، اخلاق و عادات کا ایک ایک نقش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑے ذوق وشوق کے ساتھ بیان کردیا ہے، ان کے بیان میں کوئی مبالغہ یا زیادتی و کمی نہیں ہے، کہیں مختصر اور کہیں مفصل، صحاح وسنن، مسانید ومؤطات اور ان سے منقول مجموعاتِ احادیث میں صحابہ کرامؓ کے چشم دید اور صداقت وراست گفتاری سے بیان کئے ہوئے صفاتِ رسول اللہ ﷺ منقول ہیں، ان کتابوں میں امام محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی ”الشمائل المحمدیة“ کو اہمیت حاصل ہے، کیونکہ انھوں نے اپنی جمع کردہ احادیث میں ایک مستقل حصہ آنحضرت ﷺ کے حلیہ وسراپا، اخلاقِ عالیہ، عادات و معمولات سے متعلق کے لئے خاص کردیا ہے اور یہ شمائل ترمذی کے نام سے مشہور ہے، یعنی حضور اکرم ﷺ کے شمائل و خصائل جن کو امام ترمذی نے مرتب کیا ہے، اس مجموعہ کی بے شمار شرحیں عربی میں لکھی گئی ہیں اور دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کی شرحیں اور ترجمے ہوئے ہیں، ان ترجمہ کرنے والوں میں بہت سے برگزیدہ مشائخ، محدثین اور اہل اللہ رہے ہیں، جنھوں نے اپنے جذبۂ عقیدت کے ساتھ اپنے علاقہ کی زبان میں اور اپنے ذوق ووارفتگی کے اسلوب میں ان احادیث کو نظم یا نثر میں بیان کیا ہے۔

امام ترمذیؒ نے حلیہ اور سراپا کے بیانات حضرت انس بن مالک، حضرت براء بن عازب، ہند بن ابی ہالہ، حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کئے ہیں، ہند بن ابی ہالہ سے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں اور تمام محدثین نے اسی طرح ان احادیث کو نقل کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی اپنے ماموں

> لفظ ”خَلق“ کے معنی ہیں: حلیہ وسراپا اور ”خُلق“ کے معنی ہیں، اخلاقِ عالیہ، عادات و معمولات، جیسے آپ کسی صاحب کے بارے میں کہیں کہ ان کا چہرہ کتابی، پیشانی چوڑی، ناک بلند ہے، اس کو ”خَلق“ کہا جائے گا، اور اگر کہیں: بہت سخی ہیں، ملنسار ہیں، مصیبت زدوں کے غم گسار ہیں، (وغیرہ وغیرہ) اس کو ”خُلق“ کہا جائے گا، اور لفظ ”شمائل“ میں دونوں مفہوم داخل ہیں،

ہند بن ابی ہالہ سے روایت کرتے ہیں، کیوں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ہے اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ صرف سات سال کے تھے اور اگرچہ وہ خود آنحضرت ﷺ سے بہت مشابہ تھے مگر حضرت ہند بن ابی ہالہ کی طرح حلیہ مُبارک کا ایک ایک نقش ان کے ذہن میں نہیں تھا، حضرت ہندؓ بن ابی ہالہ جن کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنا ماموں فرماتے ہیں، وہ حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر ابو ہالہ کے صاحبزادے تھے۔

حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کو امام بیہقی نے اپنی کتاب ”الدلائل“ میں حاکم سے روایت کیا ہے، ابن کثیر نے ”البداية والنهاية“ میں اسی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، طبرانی، رویانی اور ابن عساکر نے اسی حوالہ سے روایتیں کی ہیں جو ”كنز العمال“ (۲۲/۴) اور البغوی نے ”الإصابة“ (۱۱/۳) میں نقل کی ہے، امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں حضرت انس بن مالک، براء بن عازب، عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہم سے بھی روایتیں کی ہیں، جنھیں ہم شمائل ترمذی کی روایت کے بعد نقل کریں گے۔

مناسب ہوگا اردو خواں حضرات کے لئے ایک لفظ کی تشریح شروع میں کردی جائے، کیوں کہ امام ترمذیؒ اور امام بیہقیؒ نے اسے باب کا سرنامہ (عنوان) بنایا ہے۔

لفظ ”خَلق“ کے معنی ہیں: حلیہ و سراپا اور ”خُلق“ کے معنی ہیں، اخلاقِ عالیہ، عادات ومعمولات، جیسے آپ کسی صاحب کے بارے میں کہیں کہ ان کا چہرہ کتابی، پیشانی چوڑی، ناک بلند ہے، اس کو ”خَلق“ کہا جائے گا، اور اگر کہیں: بہت سخی ہیں، ملنسار ہیں، مصیبت زدوں کے غم گسار ہیں، (وغیرہ وغیرہ) اس کو ”خُلق“ کہا جائے گا، اور لفظ ”شمائل“ میں دونوں مفہوم داخل ہیں، یہ لفظ جمع ہے، اس کا مفرد ”شِمال“ ہے، یعنی خصلت وعادات، قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا گیا: ”وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ“۔

راقم نے ان اوراق کے مجموعہ کا نام ”شمائل و خصائل“ رکھا ہے، شمائل لفظ تو درست ہے مگر خصائل کا لفظ اردو کے لحاظ سے صحیح مگر

عربی کے لحاظ سے محلِ نظر ہے، خصلت کی جمع عربی میں خصال ہے نہ کہ خصائل، خصائل "خصیلة" کی جمع ہے، ران اور بازو کے پُرگوشت حصہ کو کہتے ہیں، مگر غالباً قافیہ کی موزونیت کی وجہ سے محمد البکری الدمشقی نے شمائل کی شرح کا نام "الخصائل الأحمدية" رکھا ہے، نیز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی شرح کا نام یہی رکھا ہے، ان بزرگوں کی اتباع اور اردو میں قافیہ کی رعایت رکھتے ہوئے راقم نے بھی اسی لفظ کو باقی رکھا ہے۔

ترتیب کتاب میں ایک مسئلہ قابلِ غور تھا کہ آیا احادیث کے نصوص عربی میں نقل کئے جائیں اور ان الفاظ وتراکیب کی شرح عربی یا اردو میں کرنے کے بعد ترجمہ دیا جائے یا صرف اردو شرح دے دی جائے اور جو اہل علم اصل متون (نصوص) کو دیکھنا چاہیں، ان کے لئے مفصل حوالے دے دیئے جائیں، میرے ایک عزیز نے کہا: جو لوگ عربی میں مطالعہ کر سکتے ہیں وہ براہِ راست پڑھ سکتے ہیں، آپ یہ کتاب اردو خواں بھائیوں کے لئے لکھ رہے ہیں، ان کے سامنے نصوص ہوں یا نہ ہوں دونوں برابر ہے، بات صحیح ہے مگر بزرگانِ سلف کا طریقہ یہی رہا ہے کہ وہ قرآن کریم اور اکثر احادیث کی شرح وترجمانی کرتے وقت نصوص کو نقل کردیتے ہیں تاکہ اپنے الفاظ قرآن و احادیث کے الفاظ سے کمی یا زیادتی کا سبب نہ بن جائیں، اس لئے اصل نصوص کو باقی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا، مگر حسب ضرورت کہیں ایک کالم میں عربی، دوسرے کالم میں اردو، اور کہیں عربی متن ایک جگہ تسلسل کے ساتھ نقل کرنے کے بعد ترجمہ کی عبارت کتابی شکل میں مرتب کی گئی ہے۔

یہ ناچیز اس اصول کا قائل ہے کہ مؤلف سب سے پہلے موضوع کی وضاحت کردے جو سطورِ بالا میں عرض کی جاچکی، دوسری بات یہ کہ یہ کتاب مختصر یا مفصل جو بھی ہو، کس کے لئے لکھی گئی ہے؟ اس سے کون لوگ مستفید ہوں گے؟ اور تالیف کی غرض وغایت کیا ہے؟ اور آخری سوال کا جواب بھی اوپر ذکر کردیا گیا، اب رہا "کیوں؟" کا جواب، یعنی کس کے لئے

> اسلام کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کا فکری سفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وابستگی سے شروع ہوا، قرآن کریم پر ایمان آپؐ کی محبت نے دیا، آخرت کا خوف آپؐ ہی کے "نذیر مبین" ہونے نے عطا کیا۔

اور مقصد تالیف کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے:

راقم اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ اس زمانے میں جو لوگ عصر جدید کے افکار کے داعی ہیں ان کا خیال ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں زندگی کا لائحۂ عمل تلاش کرنا چاہئے، نظریۂ حیات کیا ہو؟ سیاسی اور اقتصادی مسائل کا حل سیرت نبویہ میں کہاں ملتا ہے؟ مسلمانوں کی دفاعی طاقت کس طرح بڑھائی جائے؟ آیت کریمہ: ﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ﴾ (إلى آخر الآية) [الانفال: ٦٠] "اور ان کافروں کے لئے جس قدر تم سے ہوسکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو، اور اس کے ذریعہ سے تم (اپنا) رعب جمائے رکھو، ان پر جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی"۔ پر عمل اس زمانے میں کس طرح کیا جائے؟ اور اسی طرح فوجی، دفاعی، سیاسی اور اجتماعی مسائل میں سنت نبویؐ سے رہنمائی کیسے حاصل کی جائے؟ میلاد کی مجلسوں، معجزات کے قصے آپؐ کے زلف وگیسو کی تفصیل سن کر ہم کیا کریں گے؟ ان سے مسلمانوں کا کون سا مسئلہ حل ہوگا؟ یہ تو عوام کو حقیقت سے دور کرنے، جہاد کی اسپرٹ سے محروم کرکے ان کو درگاہوں اور خانقاہوں سے وابستہ کرنے کی سازش ہے۔

یہ بات موجودہ عصر میں سوچنے کا طریقہ ضرور ہے اور بے سروپا یا غلط بھی نہیں ہے، لیکن یہی سب کچھ نہیں ہے، آج جو مسلمان دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اسلامی تعلیمات پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہیں وہ "نظریۂ حیات" کی بناء پر نہیں، بلکہ اُن کی طاقت کا مرکز رسول اللہ ﷺ سے ذاتی محبت اور قلبی لگاؤ ہے، ان کے افکار کی تعمیر اس طرح نہیں ہوئی کہ پہلے نظریہ اور اصل کو مانتے، پھر اُس نظریہ اور فکر کا جو مذہب ہوتا اُس کو قبول کرتے، پھر آخر میں دیکھتے کہ اس نظریہ سے کس نے روشناس کرایا، اس سے "واجبی عقیدت" رکھتے، اسلام کی پوری

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں کا فکری سفر آنحضرت ﷺ سے عشق ووابستگی سے شروع ہوا، قرآن کریم پر ایمان آپ کی محبت نے دیا، آخرت کا خوف آپؐ ہی کے "نذیر مبین" ہونے نے عطا کیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لانے والے پختہ عمر شخصیت کے مالک تھے، آپؓ نے ایمان لانے کے لئے کوئی سوگند یا گواہ طلب نہیں کیا، معجزہ یا خرقِ عادت کے منتظر نہیں رہے، صرف آپؐ کی سیرت، آپؐ کا صادق وامین ہونا اور زندگی بھر کی پاکبازی اور رفاقت نے آپ کو ایمان لانے پر مائل کیا اور ایسا ایمان جس کی کوئی نظیر نہیں، غارِ ثور میں ایک زہریلا سانپ ڈس لیتا ہے مگر منہ سے آواز نہیں نکالتے کہ کہیں نبی کریم ﷺ کو ایذا نہ پہنچے، اس سفر میں آپؐ کے ساتھ رہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے سوا آپؐ کا کوئی یار ومددگار نہیں تھا اور کفار قریش سو سرخ اونٹ دینے کا اعلان کرچکے تھے کہ جو شخص آپ کو زندہ یا مردہ لے آئے گا اس کو یہ انعام دیا جائے گا، جو اس وقت کے لحاظ سے عربوں کی معیشت کو دیکھتے ہوئے بہت بڑی دولت تھی، سراقہ بن جعشم کا پیچھا کرنا، اسی سفر کا واقعہ ہے، جس میں رفیقِ کار، رفیق ہجرت اور رفیق زندگی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؐ کے ہمرکاب تھے، محبت کے علاوہ کون سا جذبہ ہوسکتا ہے جو ان نازک مواقع پر آنحضرت ﷺ کا ساتھ دینے پر مجبور کرتا!

اسی طرح غزوۂ احد کے موقعہ پر حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے لئے اپنے جسم کو سپر بنادینا کہ کوئی تیر آپؐ کو گزند نہ پہنچائے، کس جذبہ کے تحت تھا؟

اور اسی طرح ان صحابیہؓ کا حال یاد کیجئے جن کے شوہر، بھائی باپ، بیٹے سب غزوۂ احد میں شہید ہوچکے تھے اور وہ میدان جنگ میں رسول اللہ ﷺ کو پوچھتی ہوئی آئیں، کسی نے بتایا یہ لاش تمہارے شوہر کی ہے، آگے بڑھیں تو اشارہ کیا گیا یہ لاش تمہارے بیٹے کی ہے اور وہ پوچھتی جاتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ جب آنحضرت ﷺ پر نظر پڑی اور آپ کو زندہ وسلامت دیکھا تو فدائیت اور جاں سپاری، عقیدت ومحبت کی دنیا کا نایاب اور ناقابلِ

> اس محبت کو زندہ رکھنے کے لئے آنحضرت ﷺ کا ذکر، آپؐ کی سیرت کا بیان اور آپؐ کی ایک ایک ادا کو دل و دماغ میں پیوست کرنا مسلمانوں کا شعار رہا ہے، اسی شمائل میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے فرماتے ہیں کہ ذرا اچھے طریقے سے آپؐ کا حلیہ اور سراپا بتایئے تاکہ میں اس کو دل ودماغ میں اتارلوں،

فراموش جملہ ان خاتون کی زبان سے نکلا **كل هَمّ بعدك يا رسول الله جلل** "یعنی آپؐ کے بعد یا رسول اللہ ہر مصیبت ہلکی ہے، کوئی بتائے کہ محبت کا یہ جوش اللہ کا عطیہ نہ تھا تو اور کیا تھا؟ دنیا کے کسی نظریہ میں اور تاریخ کے کسی دور میں فدائیت اور فنائیت کا ایسا نمونہ ملتا ہے؟

آج مسلمان گئے گزرے ہیں لیکن حضورؐ کے نام نامی پر ان کو پکارا جائے اور آپ کے لائے ہوئے دین کی ناموس کا حوالہ دیا جائے تو ان کے اندر سوکھی رگوں میں ابلتا ہوا گرم خون دوڑنے لگتا ہے اور وہ جان ومال، عزت و آبرو، آل اولاد سب کو قربان کرکے اور آپس کے تمام اختلافات کو بھول کر جہاد کے لئے کمربستہ ہوجاتے ہیں۔

اس محبت کا سرچشمہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے جس پر کروڑہا کروڑ انسان ڈیڑھ ہزار برس کے عرصہ میں جان قربان کرچکے ہیں، صلیبیوں کے حملے میں مؤرخین لکھتے ہیں کہ بیت المقدس کی گلیوں میں اونٹ کے ٹخنوں تک مسلمانوں کا خون بہہ رہا تھا، اس محبت کو زندہ رکھنے کے لئے آنحضرت ﷺ کا ذکر، آپ کی سیرت کا بیان اور آپ کی ایک ایک ادا کو دل ودماغ میں پیوست کرنا مسلمانوں کا شعار رہا ہے، اسی شمائل میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے فرماتے ہیں کہ ذرا اچھے طریقے سے آپ کا حلیہ اور سراپا بتایئے تاکہ میں اس کو دل ودماغ میں اتارلوں، عربی کا لفظ ہے "أتَعَلَّقُ بِهِ" یہ تمنا وراشتا ہر مسلمان کو ملی ہے اور آئندہ نسلیں بھی ان سے کسب فیض کرتی رہیں گی۔ محدثین کرام نے بڑے ذوق وشوق کے ساتھ ایک ایک تفصیل بیان کی ہے اور ہر زمانے میں اپنے اپنے ذوق کے مطابق محبت اور عشق کی زبان میں لوگوں نے ان کو بیان کیا ہے۔

ان چند سطروں کو مرتب کرنے اور نئے ترجمے کی ضرورت وہی ہے جو اس عاجز نے "عربی نعتیہ شاعری" کے ابتدائیہ میں ذکر کیا ہے کہ اس ناکارہ زندگی کے چند لمحات آپ کی یاد میں بسر ہوجائیں اور وابستگانِ دامنِ نبوت کے پائیں میں بلکہ صفِ نعلین میں حاضری کا ایک ذریعہ مل جائے، خواجہ میر درد کا یہ شعر یہاں بھی ایک لفظ کی ترمیم کے ساتھ دہراتا ہوں۔[1]

لاگ اگر دل کو نہیں لطف نہیں جینے کا
الجھے سلجھے "اُسی" کاکل کے گرفتار رہو!

---

1. خواجہ میر درد کے اصل شعر میں ہے:
"الجھے سلجھے کسو کاکل کے گرفتار رہو"

اصلاح معاشرہ

دشمن کب غالب آتا ہے؟

مولانا عبدالکریم پاریکھ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس قوم نے مال غنیمت میں خیانت کی تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں ان کے دشمنوں کا رعب ڈال دیتا ہے اور جس قوم میں زنا کی برائی پھیلی ان میں موت کثرت سے ہوتی ہے، جس قوم نے ناپ تول میں کمی کی تو ان کا رزق تنگ ہو جاتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرتی ہے ان میں خوں ریزی اور قتل عام ہو جاتا ہے اور جو قوم عہد کو توڑتی ہے ان پر دشمن کو غالب کر دیا جاتا ہے۔

(موطا امام مالک)

دینی اداروں کے مال میں خیانت

مال غنیمت اور قومی مال یا آج کے دور میں مدارس دینیہ، مساجد، تعلیمی اور رفاہی ادارے، یتیم خانے، اوقاف، سرائے وغیرہ کے مال میں اگر خیانت شروع ہوئی تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کے دل میں دشمن کا رعب ڈال دے گا اور خیانت کرنے والے بزدل، نکمے اور کاہل ہو کر رہ جائیں گے، شخصی مالوں میں خرد برد کرنا بھی بڑا جرم ہے، کسی نے کوئی امانت رکھی ہو اس میں بددیانتی کرنا یا کسی سے قرض لے کر واپس نہ کرنا، موقع دیکھ کر کسی کا مال یا جائداد دبا لینا خطرناک اور مہلک جرم ہے، حدیث پاک کے ان الفاظ میں ایسے لوگوں کے لئے وعید ہے اور مالی خیانت اور خرد برد سے بچنے کی تاکید ہے۔

قومی بربادی کی دوسری نشانی زنا کو بتایا گیا ہے، زنا بدترین اور گھناؤنا گناہ ہے، جس سے قومی زندگی میں ایسی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں کہ نسلِ انسانی مشکوک ہو جاتی ہے، کون کس کا باپ ہے اور کون کس کی اولاد ہے، اس کا پتہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے، گناہ کے اس چکر میں جو قوم پڑتی ہے ان میں بے حیائی، بے شرمی، خود غرضی، نفس و شہوت پرستی عام ہو جاتی ہے اور معاشرہ، انسانی معاشرے کے بجائے جانوروں کا معاشرہ بن جاتا ہے اور پھر اس گناہ سے انہیں کوئی نفرت نہیں رہتی جیسا کہ یورپ اور مغربی ممالک میں یہ بات دیکھنے میں آرہی ہے کہ زنا ان کے نزدیک کوئی ایسا گناہ نہیں رہا جس سے روکنے کی فکر کی جائے، عفت و عصمت، طہارت و پاک دامنی کی بھی ان کے یہاں کوئی قیمت نہیں رہی، حدیث پاک میں ہے کہ جس قوم میں زنا اور بدکاری پھیلی تو ان میں موت بہت زیادہ ہونے لگی ہے، یورپی اور مغربی ممالک میں یہ بات سچ ثابت ہوتی نظر آرہی ہے، تقریباً ملک کی آدھی سے زیادہ آبادی مہلک اور تباہ کن بیماریوں میں پھنسی ہوئی ہے، حادثات اور ایکسیڈنٹ وغیرہ سے جو اموات روزانہ ہو رہی ہیں وہ الگ ہیں، مسلم معاشرے کو اس گناہ سے بچنے کے لئے بہت چوکنا رہنا چاہئے، ایسے گناہ کی ذرا بھنک لگے تو اس برائی کو مٹانے کے لئے مسلمانوں کو دوڑ دھوپ اور تدبیر کرنی چاہئے، قرآن مجید کی درج ذیل آیات کو بھی دھیان میں رکھیں، ”زناکاری کے قریب بھی مت پھٹکنا، دراصل یہ بڑی بے شرمی اور بے حیائی کا کام ہے جس کے ذریعہ بدی کے راستے کھلتے ہیں“

(بنی اسرائیل، آیت 32)

ان مقدس اور پاکیزہ تعلیمات کو سامنے رکھیں اور اپنے دور کے حالات پر ایک نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے دور میں زنا تو اب فیشن کی صورت اختیار کر گیا ہے اور اس کا دور دورہ ہو گیا ہے، اس کا روکنا کسی جماعت یا تنظیم اور حکومت کے بس کا نہیں رہا، بعض حکومتیں تو زنا کے جواز کے قانون بھی بنا چکی ہیں، ایسے ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ دینی کام کرنے والوں کی ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں کہ کس طرح لوگوں کو اس برائی اور نجس کام سے روکا جائے، پھر مشینی دور میں گانے بجانے، ٹیلی ویژن، سنیما اور فحش لٹریچر نے بھی بڑی قیامت ڈھائی ہے۔

ان افسوس ناک حالات کو دیکھ کر ہم اہل ایمان مردوں اور عورتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا نام لے کر اٹھ کھڑے ہوں اور زنا کی طرف لے جانے والی چھوٹی چھوٹی برائیاں جیسے ہی شروع ہوں، جیسے گانے بجانے اور ٹیلی ویژن پر نیم برہنہ مناظر دیکھیں تو ان کی فوراً روک تھام کریں۔

ناپ تول میں کمی زیادتی کی مذمت

قومی ہلاکت اور تباہی کی تیسری نشانی ناپ تول میں کمی کرنا بتلایا گیا ہے، قرآن و حدیث میں شدت کے ساتھ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی مذمت اور برائی آئی ہے اور ٹھیک ٹھیک ناپ تول کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے، جب لوگوں سے لیتے ہیں تو ناپ کر اور بھر کر لیتے ہیں اور جب لوگوں کو ناپ کر یا وزن کر کے دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں، کیا ان کو اس کا خیال نہ رہا کہ انہیں قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنا ہے، ایک زبردست دن میں، اس دن سارے انسان رب العالمین کے حضور کھڑے ہو جائیں گے۔“

(مطففین: آیات نمبر ۱ تا ۶)

دوسری جگہ فرمایا:

”اے میری قوم! ناپ اور وزن کو انصاف کی بنیاد پر پورا کرو اور لوگوں کو چیزیں تول کر دیتے وقت ان کا نقصان مت کرو، اور زمین میں فساد پھیلانا بند کر دو، اگر ایمان قبول رکھو تو اللہ کا دیا ہوا جو کچھ باقی رہے اسی میں تمہارا بھلا ہوگا“۔

(ہود: آیت ۸۶-۸۵)

جب کوئی چیز کسی کے ہاتھ بیچی گئی تو خریدنے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے، لہٰذا ناپ تول کرتے وقت کمی کرنا، دوسرے کا مال چوری کرنے کے برابر ہے اور یہ بڑے گناہ کا کام ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

”اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق (ہڑپ کر کے) نہ کھا جانا، ہاں آپس میں راضی ہو کر تجارت اور سوداگری کی کھلی اجازت ہے“۔ (النساء آیت ۲۹)

ان آیات کے مفہوم کو سامنے رکھنے سے پتہ چلا کہ ناپ تول پورا پورا کیا جائے، اس میں کمی زیادتی نہ ہو کہ دیتے وقت کم دیا جائے اور لیتے وقت زیادہ لیا جائے، اس کے سبب ملکوں میں فساد اٹھے گا، مال دار اور غریب ایک دوسرے کا قتل اور خون خرابہ شروع کر دیں گے، تجارت کے معاملات اور سوداگری میں بددیانتی کا رواج ہوگا تو سماج میں آدمی ایک دوسرے پر بھروسا کرنا چھوڑ دے گا تب آبادیاں فساد کے گھیرے میں آ کر امن اور سکھ سے محروم ہو جائیں گی، اور اللہ تعالیٰ بھی بارش اور رزق کے دروازے ایسے لوگوں پر بند کر دیتا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ تجارت اور سوداگری میں لین دین شرعی حدود کے مطابق اور رضامندی سے ہی ہونا چاہیے، اس طرح اگر حلال کی روزی سے جو نفع بچ رہا ہے وہ اگرچہ تھوڑا ہی ہو لیکن اس میں خیر و بھلائی ہے۔

عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے

اس حدیث پاک میں چوتھی بات جو ارشاد فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ بے انصافی، ظلم و زیادتی سے دور رہ کر عدل و انصاف کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور جو بھی فیصلہ ہو عدل اور انصاف کے ساتھ ہی کیا جائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

”اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور کوئی قوم تمہاری دشمن ہو جائے تو اس کی دشمنی میں انصاف چھوڑ دینے کا جرم مت کرنا بلکہ ہر حال میں عدل و انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ (پرہیزگاری) حاصل کرنے کے لیے یہی راستہ نزدیک پڑتا ہے، پس اللہ کی نافرمانی سے دور رہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے“۔ (المائدہ آیت ۸)

بار بار اس آیت کے ترجمے پر نظر ڈالیں تو آپ کی سمجھ میں آئے گا کہ اللہ کی کتاب اور دینِ اسلام کی یہ خوبی ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کسی کی مخالفت اور دشمنی میں ابھر کر جو بھی آدمی عدل و انصاف کا دامن چھوڑ دے وہ تقویٰ حاصل نہیں کر سکتا، اس لیے ضروری ہے کہ ناحق فیصلوں سے دور رہا جائے اور ہر حال میں ہر کسی کے ساتھ عدل وانصاف کیا جائے، ہماری سلطنتوں یا علمائے کرام کے پاس یا مسلمانوں میں جو صاحب فراست لوگ ہیں ان کے پاس عدل وانصاف کا کوئی بھی طالب آئے، چاہے وہ کافر ہو یا مشرک ہو یا مومن ہو، رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، ماں باپ ہوں یا بھائی بہن، کسی کی بھی موافقت یا مخالفت میں انصاف کا دامن ہرگز نہ چھوڑا جائے، قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہے: ”اور جب بھی لوگوں کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کیا کرو“۔ (النساء آیت ۵۸)

قرآن مجید اور حدیث پاک کی ان تعلیمات و ہدایات کے باوجود اگر اہل ایمان ناحق اور ظلم و زیادتی والے فیصلوں سے دور نہ رہے تو دوسری قوموں سے عدل وانصاف کی کیا امید کی جا سکتی ہے؟ جس حدیث پاک کی ہم تشریح کر رہے ہیں اس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یاد رکھو! اگر تم نے ناحق فیصلے کیے تو تمہاری وجہ سے دنیا میں خون خرابہ اور قتل و غارت گری پھیل جائے گی۔

عہد وپیمان کو نہ توڑو

پانچویں بات اس حدیث میں یہ فرمائی گئی ہے کہ ”جو قوم عہد و پیمان کو توڑتی ہے ان پر دشمن غالب آجاتا ہے“۔

معلوم ہوا کہ شخصی اعتبار سے یا قومی اور ملکی اعتبار سے کوئی بھی معاہدہ اور قول و قرار کسی سے ہو تو اسے توڑنا نہیں چاہئے، تجارتی، مالیاتی معاہدہ ہو یا اساسی اور انتظامی معاہدہ ہو— قرآن مجید میں ارشاد ہے ”اور قول و قرار کی پابندی کرتے رہنا، یقیناً اس عہد کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا“۔ (بنی اسرائیل، آیت ۳۴)

اگر مشرکین وکفار سے بھی قول وقرار پر معاہدہ ہو تو قرآن مجید میں ہمیں رب العالمین نے یہ حکم دیا، ”تم ان سے قول وقرار کی مدت پوری کرو، بے شک اللہ تو ان ہی لوگوں سے محبت فرماتا ہے جو اپنے اقرار کا لحاظ کرتے ہیں،“ لہذا اہل ایمان کو چاہئے کہ جب بھی قول وقرار پر معاہدہ کسی سے ہو، اسے اس کی مدت میں پورا کیا جائے، ہاں بیچ میں اگر کافروں کی طرف سے قول وقرار اور معاہدہ کے توڑنے کا تمہیں پیغام موصول ہو تو سامنے والے کو صاف صاف اطلاع دی جائے اور کہہ دیا جائے کہ تمہارے ہمارے درمیان جو معاہدہ تھا ختم ہوا، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ”اور اگر کسی قوم سے تم کو خیانت اور دغابازی کا اندیشہ ہو تو کھلے طور پر صلح کا قول و قرار پھینک دو (واپس کردو) بے شک اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو پسند نہیں کرتا جو خیانت کرتی ہے۔“

(الانفال، آیت ۵۸)

☆☆☆☆☆

مفکر اسلامؒ

نقوش وتاثرات

از:۔ مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی۔ صفحات۔۹۶۔ سائز ۱۶۔۳۶×۲۳۔ قیمت-/25

۔: ناشر:۔ محمد الحسنی ٹرسٹ رائے بریلی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل فکر و دعوت کی امتیازی خصوصیات کو واضح اور روشن کرنے والی ایک قابل مطالعہ کتاب۔ کتاب کا ہر نقش اور اس کے حروف کا ہر تاثر حضرت کی فکر و دعوت کا ادا شناس ہے۔

۔: ملنے کا پتہ :۔ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنو،

P.O.No.119, Nadwatul Ulama, Lucknow U.P.

Phone No. 787242

بقیہ : عالمی خبریں

☆ بوسنیا کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر حارث سیلا جوچ نے عربی رسالہ ”المجتمع“ کو انٹرویو دیتے ہوئے اسلامی دہشت گردی کے متعلق کہا کہ ہماری صفوں میں جو سخت گیر عناصر ہیں، میں ان کا دفاع نہیں کرتا حالانکہ یہ دیگر مذاہب اور نظریات کے تشدد اور دہشت گرد عناصر سے نہ تو تعداد میں زیادہ ہیں اور نہ تو ان سے زیادہ انتہا پسند ہیں پھر بھی کیتھولک دہشت گردی، آرتھوڈکس (Orthodox) دہشت گردی یا یہودی دہشت گردی کا نام نہیں لیا جاتا ہے لہذا اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنا خود ایک دہشت گردی ہے۔

حضرت اقدس مولانا صدیق احمد باندویؒ کی دو اہم کتابیں

(۱) بریلوی مسلک کی حقیقت اور تاریخ وہابیت ۳۰؍روپے

(۲) اظہار حقیقت مع حق نما

معاندین اہل بدعت کی طرف سے علماء حق پر اعتراضات کے جوابات

اضافہ وحاشیہ محمد زید مظاہری ندوی ۴۰؍روپے

رمضان المبارک، تراویح واعتکاف سے متعلق حضرت اقدس تھانویؒ کی زندگی بھر کی تعلیمات اصلاحات، ہدایات وتنبیہات پر مشتمل تین اہم کتابیں

(۱) احکام رمضان المبارک ۲۰؍روپے (۲) احکام اعتکاف ۴۰؍روپے

(۳) احکام التراویح (تحفۂ حفاظ) ۳۰؍روپے

مرتب: محمد زید مظاہری ندوی

ملنے کا پتہ: ندوی بکڈپو پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ

جو بیچتے تھے دوائے دل ---

مولانا سید محمد حمزہ حسنی

قلب وروح کا مرہم

برصغیر کو اقبال نے ”نانک وچشتی“ کی سرزمین کہا ہے۔ ہمارا وطن صوفی سنتوں اور رشیوں منیوں کا دیش رہا ہے، انہوں نے یہاں محبت کے گیت گائے اور پریم کی بانسری بجائی--- یہ وہ سرزمین ہے جہاں صوفیائے کرام نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کا کام کیا، انسانوں کو انسانوں سے ملایا اور انسانوں کا رشتہ اپنے خالق سے بھی استوار کیا۔ نتیجہ میں وہ مرجع خلائق بن گئے اور لوگوں کے دلوں پر ان کی حکومت قائم ہوگئی، لیکن افسوس کہ آج جس دَور سے ہم گزر رہے ہیں، وہ دَور ”دورِ انتشار“ ہے، نشہ پلا کے گرانے کا دور ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان صوفیائے کرام اور ان کی تعلیمات کو یاد کیا جائے اور دنیا کو یہ نکتہ سمجھایا جائے کہ آخر وہ کون سی ادا تھی جس نے گرتوں کو تھام لیا تھا اور سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک آن ملے تھے۔

ناظر ندوۃ العلماء مولانا حمزہ حسنی صاحب (کہ جن کو مدتوں سے فارسی کا بھی خاصا تجربہ حاصل رہا ہے) نے ”قلب وروح کا یہ مرہم“ ہمیں فراہم کیا ہے دوسرے لفظوں میں ایک ’نسخہ‘ تجویز کیا ہے باہمی محبت و الفت کا نسخہ!! جسے ہم قارئین کے توسط سے اُس دنیائے انسانیت کی خدمت میں پیش کررہے ہیں جو نہ صرف دکھی ہے بلکہ زخم زخم ہے---

(مرتب)

آج کل انسانیت کا تو بس نام ہی رہ گیا ہے۔ فرد تو فرد بلکہ پوری پوری قومیں مصیبت کا شکار ہیں۔ طاقتور کمزور کو دبانا اور کچلنا اپنا حق سمجھتا ہے، حقوقِ انسانی کی باتیں ہوتی ہیں اور اس کے لئے اقوامِ متحدہ سے لے کر ہمارے اس ملک تک حقوقِ انسانی کے کمیشن قائم ہیں، لیکن ہو کیا رہا ہے وہ کسی بھی آنکھ سے پوشیدہ نہیں!

اگر آج ہم مادیت سے کچھ روحانیت کی طرف واپس آئیں، تزکیہ واحسان کی راہ پر چلیں اور رہ نوردانِ محبت کی تعلیمات پر عمل کریں تو ہماری دنیا جو خدا نے انسانوں کے رہنے کے لئے بنائی تھی، جس کا مطلب ہی یہ تھا کہ اُنس ومحبت سے زندگی گذاری جائے، لیکن دنیا درندگی، اخلاقی باختگی، عصبیت، نفرت، قتل وغارت گری کی آماجگاہ بن گئی ہے۔ اگر ان زریں اصولوں کو دنیا اپنا لے تو وہ پھر سے گلستاں بن سکتی ہے اور انسانیت کی کھیتی سرسبز وشاداب ہوسکتی ہے۔

یہاں ان درویشوں کے جستہ جستہ واقعات زندگی بیان کئے جارہے ہیں جو انسانیت کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوئے ہیں۔

اب ملاحظہ کیجئے کہ ”قلب وروح کے یہ مرہم“ کیا کہتے ہیں!

☆ ضرورت مندوں کی مدد کرنے والا اللہ کا دوست ہے، اگر کوئی شخص عبادت و ریاضت اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو اور کوئی حاجت مند آجائے تو اس کو لازم ہے کہ اپنی عبادت اور وظیفے کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی ضرورت پوری کرے، تین آدمی جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے ایک جھوٹ بولنے والا درویش، دوسرا کنجوس، تیسرا خیانت کرنے والا سوداگر۔

☆ ”جو معرفت میں کمال حاصل کرنا چاہے اس کو چاہیئے کہ کسی کو رنج نہ پہونچائے، نہ کسی کی برائی کرے، تواضع اختیار کرے، ہر شخص کو عزیز ومحبوب رکھے، اپنے کو سب سے حقیر اور کمتر سمجھے، ہر درد اور تکلیف پر صبر کرے، خدا کے ہر فیصلہ کو خوشی سے تسلیم کرے، جو کچھ حاصل ہو اس پر قناعت کرے، ہر کام میں خدا پر بھروسہ کرے“۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

”درویش کو چاہیئے کہ اپنی آنکھوں کو بند کرلے تاکہ خدا کے بندوں کے عیب نہ دیکھ سکے، کانوں کو بہرہ کرلے کہ جو باتیں سننے کے لائق نہ ہوں ان کو نہ سنے، زبان کو گونگی کرلے کہ جو باتیں کہنے کے لائق نہ ہوں ان کو نہ کہے، پاؤں کو لنگوا کرلے کہ کسی غلط کام کی طرف نہ جاسکے، درویشوں کا طریقہ تحمل اور برداشت کرنا ہے اگر کوئی شخص اس کی گردن پر تلوار رکھ دے تو بھی وہ اس سے خوش رہے (بدلہ لینا تو دور کی بات ہے) اس کے لئے بددعا بھی نہ کرے“۔

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاؒ فرماتے ہیں۔

”ہمسایہ کے حقوق کو پورا کرو، وہ قرض مانگے تو قرض دو، اس کی ضرورت پوری کرو، بیماری میں اس کی عیادت کرو، مصیبت میں غم خواری کرو“۔

حضرت برہان الدین غریبؒ فرماتے ہیں۔

” لوگوں کی خدمت میں کوشاں

رہو، دیکھو! درخت خود تو دھوپ میں کھڑا رہتا ہے لیکن دوسروں کو سایہ دیتا ہے، لکڑی خود تو جلتی ہے لیکن دوسروں کو آرام پہونچاتی ہے، اسی طرح انسان کو ہونا چاہیئے، انسان کو عدل و انصاف کرنا چاہیئے یہاں تک کہ اپنے ساتھ کھانا کھانے والے سے زیادہ نہ کھائے“۔

اب آپ خواجہ خواجگان حضرت شیخ معین الدین چشتی کا حال سنیئے!

”طبیعت میں بردباری اور عفو و کرم کی درویشانہ صفات منتہائے کمال کو پہونچی ہوئی تھیں، ایک بار ایک بدباطن شخص حضرت خواجہؒ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا حضرت کو نور باطن سے اس کا علم ہوگیا، وہ شخص جب قریب آیا تو بہت ہی اخلاق سے پیش آئے، اور اپنے پاس بٹھا کر فرمایا کہ جس ارادہ سے آئے ہو اس کو پورا کرو، یہ سنتے ہی وہ شخص کانپتے ہوئے قدموں پر گر پڑا اور بغل سے چھری نکال کر ڈالدی، اور کہنے لگا کہ میں سزا کے لائق ہوں، آپ مجھے سزا دیجیئے، بلکہ میرا کام تمام کردیجیئے خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم درویشوں کا یہ شیوہ ہے کہ جب کوئی ہم سے برائی کرتا ہے تو ہم اس کے ساتھ نیکی سے پیش آتے ہیں، تم نے میرے ساتھ کوئی برائی نہیں کی یہ کہہ کر اس کو بہت دعائیں دیں، وہ شخص حضرت ہی کی خدمت میں رہ پڑا اور خدمت کرنے لگا، حضرت کی دعاؤں سے اس کو ۴۵ / بار حج کی سعادت نصیب ہوئی اور وہیں سپردِ خاک ہوا“۔

اب ذرا محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا حال ملاحظہ ہو:

”ایک مرتبہ ہدیہ میں ایک شخص نے قینچی پیش کی آپ نے فرمایا: مجھے سوئی دو قینچی کا کام کاٹنا ہے اور سوئی کا کام جوڑنا“۔

ایک بار ہدایا پیش ہورہے تھے اس میں ایک پڑیا بھی تھی، سارے ہدایا تقسیم فرمانے کا حکم دیا، اور پڑیا اپنے پاس رکھ لی کہ یہ میرا سرمہ ہے، ہوا یہ کہ ایک شخص نے یہ سوچ کر کہ کون دیکھ رہا ہے ایک پڑیا میں مٹی باندھ کر نذر کردی، حضرت خواجہؒ کے قلب صافی نے دیکھ لیا اور اس کو اپنے لئے خاص کرلیا کہ کہیں خدام دیکھ کر اس شخص کا مذاق نہ اڑائیں،“ دلداری کی یہ مثال کہاں سے ملے گی؟

ایک شخص حضرت محبوب الٰہیؒ کا دشمن ہوگیا اور ہمیشہ ایذا رسانی پر کمربستہ رہتا تھا جب اس کی وفات کی خبر خواجہؒ کو ملی تو اس کے جنازہ میں شرکت فرمائی، اور اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔

اب ذرا حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کا حال ملاحظہ ہو:

ایک روز حضرت نماز ظہر کے بعد مراقبہ میں مشغول تھے ایک شخص تراب خاں آیا اور چھری سے کئی وار کئے، خون اتنا بہا کہ حجرہ سے باہر آگیا یہ دیکھ کر مریدین فوراً اندر داخل ہوئے اور حملہ آور کو پکڑ لیا کہ اس کو سزا دیں لیکن حضرت خواجہؒ نے ان کو روکا اور قسم دے کر کہا کہ کوئی اس کو تکلیف نہ پہونچائے اور حملہ آور سے معذرت کی کہ اگر چھری مارتے ہوئے تمہارے ہاتھ کو تکلیف پہونچی ہو تو معاف کرنا اور ایک رقم دے کر اس کو رخصت کیا۔

یہ ہمارے روحانی تاریخ کے وہ روشن پہلو ہیں جنھوں نے ہمارے ملک کو انسانیت کا گلشن بنا دیا تھا، محبت اور بھائی چارگی کی ہوا چلادی تھی، نفرت و دشمنی کو کافور کردیا تھا، اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک گلشنِ آدمیت بنے تو ہم کو ان برگزیدہ ہستیوں کی بتائی ہوئی راہ کو اپنانا ہوگا تاکہ پریم اور شانتی کی بادِ بہار چلے اور یہ سر زمین گل وگلزار ہوجائے۔[1]

☆☆☆☆☆

[1] ماخذ: تاریخ دعوت وعزیمت۔ بزم صوفیہ۔

مولانا شہباز صاحب اصلاحی علیل دعائے صحت کی درخواست

مولانا شہباز صاحب اصلاحی، استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء اِدھر کئی مہینوں سے سخت علیل ہیں، ندوہ میں بھی ان کی صحت و عافیت کے لئے دعائیں ہورہی ہیں، قارئین کرام سے بھی دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔

مولانا بستر مرض پر ضرور ہیں لیکن مولانا سے سوال کرنے والا کوئی سوال کرتا ہے تو اِس حال میں بھی مولانا اُسی معلمانہ شان سے جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

گزشتہ دنوں راقم عیادت کے لئے حاضر ہوا تو بات شعر و سخن کی چل پڑی۔ مولانا نے فرمایا کہ شعر و سخن کے ذوق کا حامل ہونے کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ آدمی بہت زیادہ پڑھا لکھا ہو۔ فرمایا کہ ہمارے ندوہ کے مہمان خانہ میں عبدالحمید ہیں، ماشاء اللہ مدتوں سے مہمان خانہ میں خدمت انجام دے رہے ہیں لیکن اشعار کا بڑا اچھا اور صاف ستھرا ذوق رکھتے ہیں، ایک موقع پر انھوں نے فانی کا یہ شعر اس برجستگی سے پڑھا، گویا اسی موقع و محل کے لئے یہ شعر کہا گیا ہو۔

اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں فانی
لیکن تری رحمت کی تاخیر کو کیا کہیے

ایک مرتبہ فرمایا کہ پروفیسر رشید کوثر فاروقی کا خط آیا ہے، لکھا ہے کہ ”فقر کفر تک پہنچا دیتا ہے“ کا حوالہ بتایئے۔ حاضرین میں اساتذہ بھی موجود تھے، مولانا نے انھیں متوجہ کیا کہ وہ دیکھ کر بتائیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے کہ اس کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں۔

میری مہربان استانیاں

مخدومہ امۃ اللہ تسنیم صاحبہ

ابتدائی تعلیم میں نے اپنے مخدوم و محترم چچا مولوی سید عزیز الرحمٰن صاحب سے پائی، چچا جان نے بہت خلوص ومحبت سے تعلیم دی، تھوڑی بہت تربیت بھی فرمائی، اٹھنے بیٹھنے اور بات چیت کا سلیقہ ادب اور قاعدہ بہت کچھ انھوں نے سکھایا ساتھ ہی ساتھ سینے پرونے، پکانے، کاڑھنے بنانے کی ترغیب دیتے رہے اور ہمت بڑھاتے رہے، اردو کی پہلی کتاب اور فارسی کی کتابوں میں آمد نامہ، گلزار دبستاں، رقعاتِ عالمگیری بھی پڑھی، رقعات عالمگیری کے گیارہ سبق ہوئے کہ میری بڑی بہن کی شادی کا سلسلہ شروع ہوگیا، اور تعلیم کا سلسلہ بند ہوگیا، اب میں خود کتابوں کا مطالعہ کرنے لگی، سب سے پہلے میں نے اپنے والد ماجد مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب مرحوم کی لکھی ہوئی کتابیں ”تعلیم الاسلام، نورالایمان، اصلاح، ا۔ تفادہ“ وغیرہ دیکھیں، ان کتابوں کا مجھ پر خاص پڑا، جو باتیں یاد رکھنے والی تھیں مسئلے مسائل ، یرہ، وہ تو میرے دل نے محفوظ کرلئے اور جو دینی خوبیاں اور اچھے اخلاق تھے ان کا دل پر بڑا اچھا اثر پڑا، اور میں نے ان کو قبول کرنے اور اپنانے کی کوشش کی ”نور الایمان“ سے عقیدہ میں پختگی پیدا ہوئی، میری والدہ ماجدہ (اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش فرمائے اور مجھے ان کا پورا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے) دن بھر خانہ داری کے کاموں اور والد صاحب کی اطاعت میں مصروف رہتیں اور راتوں کو ہم لوگوں کو بٹھا کر نماز کی ترکیب سکھاتیں، کلام مجید کی چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کراتیں، اللہ و رسول کے تذکرے کرتیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین کے واقعات بتاتیں، بزرگوں کی سچی سچی کہانیاں سناتیں، ساتھ ہی ساتھ نیکیوں کی ترغیب دیتیں، برائیوں کے برے نتائج دکھاتیں اور کچھ ایسے مؤثر انداز میں کہتیں کہ دل خود بخود مائل ہوجاتا، اور یہ ان کا روز کا معمول تھا۔

میری والدہ حافظ قرآن ہیں، مجھے بھی انھوں نے حفظ کرنے کی ترغیب دی، پھر کچھ سوچ کر منع فرمادیا، لیکن میں اتنے عرصہ میں سورہ بقرہ یاد کرچکی تھی، پھر انھیں کے فرمانے سے سورہ یٰسین، سورہ رحمٰن، سورہ ملک، سورہ قیامہ، سورہ دخان اور اپنے شوق سے سورہ فتح، سورہ عم، سورہ مزمل، سورہ جمعہ میں نے یاد کیں جو اب تک مجھے یاد ہیں، اس زمانہ میں ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم کی کتابوں کی بہت قدر تھی، ہر گھر میں ان کی کتابیں تھیں، میں نے بھی مراۃ العروس، بنات النعش، توبۃ النصوح پڑھیں، بنات النعش سے جغرافیہ کا شوق ہوا، حساب سیکھنے کا احساس ہوا، چنانچہ تھوڑا بہت سیکھ لیا، توبۃ النصوح میں نصوح کے خواب سے بہت عبرت ہوئی اور دین کی طلب پیدا ہوئی، مراۃ العروس سے بہت کچھ حاصل ہوا، گویا میری بہت ہی کم عمری کا زمانہ تھا، لیکن بڑی بڑی بات حاصل کرنے کا جذبہ فطری تھا، بس اصغری کے حالات پڑھ کر بے اختیار جی چاہا کہ ان جیسی بن جاؤں چنانچہ خانہ داری کا شوق، سینے پرونے اور پکانے کی خواہش اور لڑکیوں کو پڑھانے کا جذبہ اسی کتاب کے دیکھنے سے پیدا ہوا، چنانچہ کئی لڑکیوں کو پڑھانے کے لئے بٹھالیا، ہوتے ہوتے پورا مکتب قائم ہوگیا اور کتنی ہی لڑکیاں فارغ ہوکر نکلیں، مجھ کو خود پڑھانے سے فائدہ پہونچا اور جو خانہ داری کا سلیقہ آیا وہ اسی کتاب کی بدولت، پھر علامہ راشد الخیری کی کتابیں صبح زندگی، شام زندگی، شب زندگی، نوحۂ زندگی، منازلِ السائرہ دیکھیں، ان میں سب سے زیادہ ’شامِ زندگی‘ کا مجھ پر اثر ہوا، آنے والی زندگی میں اس کتاب نے بڑی رہبری کی، پھر نذر سجاد صاحبہ اور محمدی بیگم صاحبہ کی کتابیں دیکھیں، ان کتابوں میں ”آج کل، چند بار اور بدمزاج دلہن“ سے بہت نصیحت حاصل ہوئی آج کا کام کل پر ڈالنے کی میری بھی عادت تھی، وہ اسی کتاب کے دیکھنے سے چھوٹی۔

میرے خالو آنریری مجسٹریٹ مولوی سید خلیل الدین صاحب مرحوم نے بہت سی مذہبی کتابیں منگوائیں جن میں اسوۂ صحابہ، اسوۂ حسنہ، سیرۃ الصحابیات، بندگی وغیرہ تھیں، موصوف نے وہ کتابیں مجھے بھی دیکھنے کو مرحمت فرمائیں، ان کتابوں کو میں نے بہت ذوق وشوق اور غور وفکر سے پڑھا، صحابہ کرام، صحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین کے تمام اخلاق و عادات کا ایسا اثر پڑا کہ ان خوبیوں کے حاصل کرنے کے شوق میں بیخود ہوگئی، پھر قاضی سلیمان صاحب کی رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم حصہ اول وحصہ دوم اور مولانا سید

سلیمان ندویؒ کی ''رحمتِ عالمؐ'' اور ''سیرت عائشہؓ'' کے پڑھنے سے عربی کا شوق اور عالمہ بننے کا جذبہ پیدا ہوا، اس وقت میرے خاندان میں عورتوں کو صرف کلام مجید اور مسئلے مسائل کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں اور میرا شوق میرے اختیار سے باہر تھا، چنانچہ میں نے اپنے چھوٹے بھائی ابوالحسن علی سلمہ[1] سے چپکے چپکے عربی پڑھنا شروع کی، علی سلمہٗ بھی اس وقت طالب علم تھے جو خود پڑھتے، وہی مجھ کو پڑھا دیتے تھے رفتہ رفتہ میں نے بہت کتابیں پڑھ لیں، گو عالمہ نہ بنی مگر خدا کا شکر ہے کہ امام نوویؒ کی ''ریاض الصالحین'' کا ترجمہ کر کے ''زادِ سفر'' اور قصص النبیین کا ترجمہ کر کے ''بچوں کی قصص الانبیاء'' لکھ سکی۔

میرے والد کے حقیقی پھوپھا سید عبدالرزاق صاحب کلامی میاں کی تصانیف گوہر مخزوں، حسام الاسلام اور صمصام الاسلام دیکھیں اور سنیں، ان کے دیکھنے سے میرے دل میں عزم و استقلال کی لہر دوڑ گئی، دن کو میری خالہ پڑھتیں اور ہم سب بہت ذوق و شوق سے سنتے اور مزے لیتے اور رات کو ہم اور علی بیٹھ کر آپس میں صحابہ کرامؓ کی بہادری کے کارنامے اس ذوق و شوق سے بیان کرتے کہ اچھل اچھل پڑتے۔

اسی اثنا میں اپنے والد ماجد کی ''گل رعنا'' دیکھی اور دیوانِ غالب، دیوان مومن، کلیات میر تقی میر، درد، سودا، آتش، امیر مینائی اور کلیات اکبرالہ آبادی، مسدس حالی اور اپنے دادا صاحب کی مسدس خیالی، اقبال کی بانگِ درا اور شکوہ و جواب شکوہ دیکھا، ان کتابوں کے دیکھنے سے شعر و شاعری کی طرف طبیعت راغب ہوئی اور ٹوٹے پھوٹے شعر کہنے کے قابل ہوئی چونکہ طبیعت کا رجحان دعا اور مناجات کی طرف بہت تھا وہ رجحان رنگ لایا چنانچہ مناجاتوں کا ایک مجموعہ تیار ہوگیا، اللہ تعالیٰ ان دعاؤں اور مناجاتوں کو قبول فرمائے اور ہر بہن کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

●●●

کنجِ قفس سے بدتر اپنا ہے آشیانہ
اس قیدِ بے کسی میں گزرا ہے اک زمانہ
مغموم دل پہ یارب! لازم ہے رحم کھانا
کرتی ہوں میں شکایت تجھ سے یہ عاجزانہ
بارِ الم ہے دل پر طاقت نہیں ہے دل میں
کیوں کر ہو صبر مجھ سے ہمت نہیں ہے دل میں

افسوس ہے کہ صفحات کی تنگ دامانی کے باعث ہم کتابوں کی دنیا، گوشۂ خواتین، رودادِ چمن، اخبار و افکار، زندگی نامہ جیسے کالم، اور الوداعیہ نظم وغیرہ شاملِ اشاعت نہیں کر سکے، جس کے لئے ہم قارئین سے معذرت چاہتے ہیں۔ آئندہ شمارہ میں حتی الامکان اس کی تلافی کی کوشش کی جائے گی۔

(رئیس التحریر)

اعلان مفقود الخبر

مقدمہ ۴۳۹/۲

مدعیہ:۔ ناظمہ بنت عبداللطیف ساکن راج گڈھ ڈاکخانہ گوری گنج ضلع سلطان پور

بنام

مدعی علیہ:۔ محمد شہید ولد امام علی منیہار ساکن کراری لچھن شاہ ڈاکخانہ شاہ گڑھ ضلع سلطان پور

اطلاع بنام مدعی علیہ

مقدمۂ ھٰذا میں مدعیہ ناظمہ بنت عبداللطیف ساکن راج گڈھ ڈاکخانہ گوری گنج ضلع سلطان پور نے آپ مدعی علیہ محمد شہید ولد امام علی منیہار ساکن کراری لچھن شاہ ضلع سلطان پور کے خلاف غائب ہونے نیز نان و نفقہ و دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر مرکزی دارالقضاء لکھنؤ میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے، اس نوٹس کے ذریعہ آپ (مدعی علیہ) محمد شہید ولد امام علی منیہار کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۴ شعبان ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۴/اکتوبر ۲۰۰۲ء بوقت تین بجے دن مرکزی دارالقضاء ندوۃ العلماء لکھنؤ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔

(مہر)

رکن قاضی کونسل مرکزی دارالقضاء اتر پردیش، ندوۃ العلماء ص ب ۹۳ لکھنؤ۔ الہند

[1] حضرت مولانا علی میاںؒ مراد ہیں۔

مدرسہ فلاح المسلمین امین نگر تیندوا

اور

جامعہ اُمہات المؤمنین للبنات

رائے بریلی کے مغرب میں ۲۵ رکلو میٹر کے فاصلہ پر واقع موضع تیندوا میں تقریباً چالیس سال قبل مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے ایماء پر چھوٹے سے خام مکان اور پھوس کے چھپر میں ''مدرسہ فلاح المسلمین'' مکتب کی شکل میں قائم کیا گیا تھا اس کی نظامت کا فریضہ حضرتؒ کے بڑے بھانجے مولانا محمد ثانی حسنیؒ انجام دیتے تھے، مولانا مرحوم اس علاقہ کا برابر دورہ فرماتے رہتے تھے۔ مدرسہ کی نگرانی کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ دعوت و ارشاد کا سلسلہ جاری رہتا تھا، ان سفروں میں مولانا سخت لو اور گرمی کی تکلیف برداشت کرتے، شدید دھوپ میں کئی کئی گھنٹے سواریوں کے انتظار میں بیٹھے رہتے، اللہ تعالیٰ نے مولانا مرحوم کے ان مجاہدات و درد و سوز اور اصلاح کی تڑپ و بے کلی کی برکت سے علاقہ میں انقلاب برپا کر دیا، وہ چھوٹا سا مکتب جس کا اوپر ذکر ہوا ترقی کر کے اب ایک دارالعلوم کی شکل اختیار کر چکا ہے، مولانا مرحوم کے شیخ و مرشد حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے نام سے ایک وسیع ہال بھی تعمیر ہو چکا ہے جس کی تقریبِ سنگ بنیاد میں حضرت کے صاحبزادہ مولانا محمد طلحہ صاحب بھی شامل تھے، یہ مدرسہ مولانا محمد ثانی حسنیؒ کے انتقال کے بعد ان کے چھوٹے بھائی مولانا سید واضح رشید صاحب ندوی صدر شعبہ عربی دارالعلوم ندوۃ العلماء کی نظامت میں ترقی کے مراحل طے کرتا رہا اور اب مولانا محمد ثانی حسنیؒ صاحب کے صاحبزادہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظر عام مولانا سید محمد حمزہ حسنی صاحب کی نظامت و نگرانی میں یہ ادارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے، اب اس ادارہ کے ماتحت اس خطہ کے وسیع علاقہ میں جگہ جگہ مکاتب بھی قائم ہو گئے ہیں جن سے الحمد للہ بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے۔

جامعۃ امہات المؤمنین للبنات

لڑکوں کی تعلیم کا دائرہ جب وسیع ہوا اور پورے علاقہ میں دینی تعلیم کا رجحان بڑھا تو اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی کہ لڑکیوں کی تعلیم کا بھی معقول نظم کیا جائے جن کی گود بچوں کی تعلیم و تربیت کا پہلا اور موثر ترین و کامیاب ترین مدرسہ ہوتی ہے، چنانچہ اسی علاقہ کے مدرسہ فلاح المسلمین سے پڑھ کر دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے والے سعید و ہونہار اور حوصلہ مند نوجوان مولانا اسد اللہ صاحب ندوی نے، جو ندوہ کی اہم شاخ نورالاسلام کنڈہ کے مہتمم ہیں، اپنے گاؤں (سنار گاؤں موضع تیندوا ضلع رائے بریلی) میں مدرسہ فلاح المسلمین تیندوا سے قریب، جامعہ امہات المؤمنین للبنات کے نام سے جنوری ۲۰۰۰ء میں حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کے دست مبارک سے بچیوں کی اعلیٰ دینی تعلیم کے لئے اس جامعہ کی بنیاد رکھی گئی اور پردہ وغیرہ کے پورے اہتمام و تحفظات کے ساتھ جب جامعہ کی عمارت تکمیل کو پہنچی تو ۲۵ رمئی ۲۰۰۱ء کو حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء کی تقریر و دعا سے اس جامعہ کا آغاز ہو گیا اور طالبات کی معتد بہ تعداد تربیت یافتہ اور نیک استانیوں سے تعلیم حاصل کر رہی ہے، جامعہ کے حسن انتظام کی وجہ سے دور دراز علاقوں کی بچیاں بھی داخلہ لے رہی ہیں اور تعلیم حاصل کر رہی ہیں، قرب و جوار کی بچیوں کے لئے بسوں کا نظم ہے جس سے بچیاں تعلیم کے اوقات میں آتی اور پھر اپنے گھروں کو واپس جاتی ہیں۔

جامعہ میں ابتدائی تعلیم سے لے کر عالمیت تک کی تعلیم کا نظم ہے۔ جامعہ کا نصاب تعلیم مولانا واضح رشید ندوی صاحب صدر شعبہ عربی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مشورہ سے تیار کیا گیا ہے۔

بچیوں کے ایک جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی جس سے اندازہ ہوا کہ تعلیمی معیار قابل اطمینان ہے، بچیوں کے ادارہ کے لئے پردہ وغیرہ کے جو ضروری انتظامات ہونے چاہئیں وہ بڑی فکر و دور اندیشی کے ساتھ کئے گئے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان مقبول بندوں کی برکت سے، جن کی جامعہ کو سرپرستی حاصل ہے بچیوں کی تعلیم و تربیت کا وہ گہوارہ بنائے جس کی روشنی دور دور تک پھیلے اور مسلمانوں کے گاؤں اور بستیاں اسلام کی عملی تصویر پیش کریں۔ آمین۔

مولانا شمس الحق ندوی

☆☆☆☆☆

عالمی خبریں

سید معید اشرف ندوی

☆ امریکا اور سعودی عرب لحہ بہ لحہ ایک دوسرے سے دور ہورہے ہیں اگرچہ ان کے تعلقات ہمیشہ بہت اچھے رہے ہیں لیکن آج یہ مسئلہ کاروبار کا ہے جو کھربوں ڈالر پر مشتمل ہے۔ امریکی جریدہ نیوز ویک نے اپنے پیری اسکوپ کے کالم میں کرسٹو فرڈی کی جو رپورٹ شائع کی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ ماہ پنٹاگن کے ایڈوائزر پینل (Advisor Panel) نے سعودی عرب کو امریکا کا دشمن قرار دیا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اگر ان دونوں ملکوں کے درمیان موجودہ اختلاف جاری رہے تو بعض تجزیہ نگاروں کو توقع ہے کہ سعودی سرمایہ کاری جنہوں نے امریکا میں تقریباً ۶۰۰ر ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کر رکھی ہے اپنے سرمایہ کا بیشتر حصہ نکال لیں گے۔

☆ اخبار لاس اینجلس نے اپنی ایک خصوصی رپورٹ میں اعلیٰ امریکی اہلکاروں کے حوالے سے بتایا کہ وہ کیوبا میں قید تقریباً ۵۹۸ القاعدہ کے قیدیوں سے بھرپور تفتیش کے باوجود ان کے درمیان اسامہ بن لادن کی تنظیم ''القاعدہ'' کے کسی بھی اہم ترین رہنما کو تلاش کرنے اور اسامہ کے حوالہ سے کارآمد معلومات حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں ان قیدیوں میں زیادہ تر عام درجے کے جنگجو ہیں جن کا القاعدہ کی قیادت سے کبھی بھی قریبی تعلق نہیں رہا، ان میں سے بعض قیدیوں کو تو یہ بھی نہیں معلوم کہ دنیا گول ہے اس صورت حال نے امریکی حکام کو شدید مایوسی کا شکار بنادیا ہے۔

☆ انڈونیشیا کی حکومت نے اپنے ملک کے مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے کی ترغیب دلانے اور زکوٰۃ کو اس کے مستحقین تک پہنچانے کی غرض سے نئی اصطلاحات کا اعلان کیا ہے، اعلان کے مطابق زکوٰۃ کے لئے نکالی جانے والی رقم کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا نیز زکوٰۃ کی وصولیابی حکومت کی جانب سے مقرر کردہ ایجنسیوں کے ذریعہ ہوگی جو حکومت کے مشورہ سے منظم طور پر مقامی محتاج مسلمانوں کی تعلیمی اور فلاحی تنظیموں کو تقسیم کی جائے گی۔

☆ خلیج ٹائمز کے مطابق بعض عرب ممالک اور جاپان کے بعد سنگاپور، ملیشیا اور فلپائن نے بھی امریکی کمپنیوں سے اپنا سرمایہ نکالنا شروع کردیا ہے، سنگاپور جو امریکا کا تیسرا بڑا ایشیائی سرمایہ کار ہے، نے بیشتر سیکٹروں (Sectors) میں اپنی سرمایہ کاری ختم کرنا شروع کردی ہے، ان میں مینوفیکچرنگ ریٹیل (Manufacturing Retail)، ہول سیل ٹریڈ اور بینکنگ کمپنیاں (Banking Companies) شامل ہیں، گزشتہ سال سرمایہ کاری کا جو حجم ساڑھے ۶/ارب ڈالر تھا، اس سال ایک ارب ۳۰ر کروڑ ڈالر تک کم ہوا ہے، ملیشیا کی سرمایہ کاری میں ۷۷ر فیصد کمی ہوئی ہے جو محض ۲ر کروڑ ڈالر تک رہ گئی جب کہ فلپائنی سرمایہ کاری تقریباً مکمل طور پر ختم ہورہی ہے۔ اس سے قبل جاپان کی امریکا میں سرمایہ کاری ۳ر فیصد کے قریب کم ہوچکی ہے تاہم اب بھی اس کا حجم ۱۵۹/ارب ڈالر کے قریب ہے۔ رپورٹ کے مطابق امریکا کی خراب اور کمزور اقتصادی صورت حال کے باعث امریکی کمپنیوں سے غیر ملکی سرمایہ کاروں کا انخلاء تیزی سے جاری ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۴

''۱۱ر ستمبر کا ڈرامہ'' ایک اہم اضافہ کے ساتھ
تیسرا ایڈیشن غیر مجلد۔ اصلی نسخہ
مجلد نسخہ جعلی طباعت ہے۔
مغربی میڈیا اور اس کے اثرات
مغربی صحافت دراصل یہودی صحافت ہے
تالیف: نذر الحفیظ ندوی
• نیا عالمی نظام
• مغربی میڈیا کا تاریخی پس منظر
• میڈیا کے کردار کے بارے میں یہودی عزائم
• دنیا کے پردۂ سیمیں پر مسلمانوں کی تصویر
• عالم عربی پر مغربی میڈیا کی یورش
• ہندوستانی میڈیا مغرب کے نقش قدم پر
• ٹی وی کے منفی اثرات
• ذرائع ابلاغ کا علمی وفنی تجزیہ
• اسلامی میڈیا نظریہ اور عمل
• شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
ان موضوعات پر سیر حاصل گفتگو
ایک قابل مطالعہ کتاب۔ اردو زبان میں پہلی کتاب
دہلی، دیوبند، حیدرآباد، کشمیر، لکھنؤ کے
BOOK DEPOT پر دستیاب۔
غیر مجلد۔ قیمت Rs.80/=

فون 0571-703787
Specialist
شیروان
(شیروانی اسپیشلسٹ)
انوار ٹیلر۔ ڈریپر
شمشاد مارکیٹ، اے۔ ایم۔ یو، علی گڑھ

برانچ
انوار اینڈ سنس ٹیلر و ڈریپر
اسحاق گیس سروس کے سامنے میڈیکل روڈ، دودھ پور، علی گڑھ
فون 0571-702108

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے وابستہ نام
سلیمان عثمان
چند خاص مصنوعات: افلاطون، ڈرائی فروٹ برفی، ڈرائی ڈیٹ برفی، انجیر پاک، اخروٹ پاک، انڈا پاک، بادام کا زعفرانی حلوہ، بادامی حلوہ، سوہن حلوہ، بادامی سوہن حلوہ، کاجو قتلی، کاجو رول، ملک کیک.....
ان کے علاوہ کاجو بسکٹ اور دیگر کئی قسم کے بسکٹ ختہ نان خطائیاں۔

شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
۱۶۷، ابراہیم مرچنٹ روڈ، بمبئی-۲ فون: ۳۷۵۰۰۵۹، ۳۷۵۷۹۶۶
سلیمان عثمان بیکری: ۲۳، محمد علی روڈ نزد چونا بھٹی مسجد، بمبئی-۲ فون: ۳۷۱۷۸۴۲
Fax: 0091-22-8341635 Telex: 011-79341 BARI IN

With Best Compliments From:
Zee Chemicals
DEALS IN LEATHERS DYES & CHEMICALS
Also Deals :
1. Nigrosin 2. Liquied Detergent
3. Acetic Acid 4. Formic Acid
101/87-B, 150 Feet Road, Jajmau, Kanpur-208 010
Off. : 0512-463926, 464026
Resi. : 0512-214634
Laboratory : 0512-465532
Fax : 0512-544912
Mobile : 98390 34926
E-mail : zeechem@satyam.net.in

بمبئی کے قارئین ''تعمیر حیات'' سے
بمبئی کے قارئین ''تعمیر حیات'' سے گذارش ہے کہ ''تعمیر حیات'' کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔
ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building, S.V. Patel Road,
Null Bazar, Mumbai 400 003
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 3460220, 346870
Tel. (R) 3095852
۲۲ نمبر اور ۱۲×۱۲ کی اسپیشل چائے استعمال کیجئے

Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376

R.N.I.No. UP URD./2001/6071
Office Ph No. 787250 (Ext.) 18
Guest House- 323864

Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
FORTNIGHTLY
Vol.No2 Issue No.16

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA,LUCKNOW-226 007 (INDIA)
Rs.7/=

Mobile:98390 95795
Phone: 0522-301656

قبا اوننگ
اودھ کی شان
اوننگ: ٹریکس ☆ کھڑکی ☆ فکس
المونیم: کھڑکی ☆ دروازے ☆ سلنگ ☆ فلورک
ہمارے یہاں ہر قسم کے المونیم اور اوننگ کا کام بہت ہی کفایتی قیمت پر ہوتا ہے
ایک بار خدمت کا موقع دیں
ایم۔اے ملک، راج ۳۰۱/اوشال کھنڈ گومتی نگر لکھنؤ

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

طلباء اور تاجران کتب کے لئے خاص رعایت
ہر قسم کے قرآن مجید مترجم وغیر مترجم، حمائلیں۔قاعدے، پارے، پنج سورے اور
عربی فارسی، درسی، طبی، عملیات کی کتابیں۔ہائی اسکول، انٹر، ادیب، ادیب ماہر
ادیب کامل وغیرہ کی گائیڈ اور گیس پیپر بہترین اور سستی قیمت پر ہم سے طلب کریں۔
نوٹ: آپ اپنی پسند، ضرورت کی کتابیں بذریعہ ڈاک بھی طلب کر سکتے ہیں۔
تاج بک ڈپو، اکبری گیٹ، چوک، لکھنؤ

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی۔جدید ترین فیشن کے
Shirts,Trouse Coat Suits,
Embroidered, Sherwanis,Pullowerrs,
Jackets,Kurta,Vastecoatsuit,Night
Suits,Ties
شادی۔تیوہار۔پارٹی کے لئے شاندار ذخیرہ
تشریف لائیں
men mark®
Men,s Exclusice
58,Halwasia Maket,
Hazratganj,Lucknow
Ph:Shop 216948 Resi. 227443

لیبل و کیپ پر AFZALS
اور MAU CITY دیکھ کر
نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ، جلنے، کٹنے، کی مشہور دوا

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
فوٹو کرانک ☆ کونٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزین لینس
فینسی پاور و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام
شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by Athar Husain on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg.Lucknow u p
Editor Shamsul Haq Nadwi